صلوا کما رأیتمونی أصلی

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں

فضیلۃ الشیخ

حافظ ثناء اللہ ضیاء

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ

نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا (بخاری)

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

فضیلۃ الشیخ

حافظ ثناء اللہ ضیاء حفظہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
عرض مؤلف	7	سعیدؒ بن عبدالجبار	35
تقریظ	8	محمد بن حجرؒ	36
حدیث وائلؓ بن حجر	11	ابراہیم بن سعیدؒ کا تعارف	36
سند کا تعارف	11	ابن صاعدؒ کا تعارف	36
کلیبؒ بن شہاب کا تعارف	11	امام ابن عدیؒ کا تعارف	37
عاصمؒ بن کلیب کا تعارف	12	ترجیح کی صورتیں	37
سفیان ثوریؒ کا تعارف	13	جرح مفسر ہو	38
مؤملؒ بن اسماعیل کا تعارف	14	حدیث ھلب طائیؓ	41
محمدؒ بن مثنیٰ کا تعارف	15	عبدالحق محدث دہلویؒ کی تحقیق	41
اس حدیث پر اعتراضات اوران		رواۃ حدیث کا تعارف	42
کے جوابات	16	قبیصہؒ بن ھلب کا تعارف	42
عاصمؒ بن کلیب پر اعتراض و جواب	20	سماکؒ بن حرب کا تعارف	42
سفیان ثوریؒ پر اعتراض و جواب	21	یحییٰؒ بن سعید کا تعارف	44
مؤملؒ پر اعتراض و جواب	23	حدیث پر اعتراض و جوابات	44
متن حدیث پر اعتراض و جواب	28	حدیث مرسل	48
مضطرب حدیث کی تعریف	29	سند کا تعارف	49
لفظ تکفیر کی تحقیق	32	ابوتوبہ ربیعؒ بن نافع کا تعارف	49
حدیث وائلؓ کا دوسرا طریق	34	الہیثمؒ کا تعارف	49
عبدالجبارؒ بن وائل	34	ثور بن یزیدؒ کا تعارف	50

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
سلیمانؒ بن موسیٰ کا تعارف	51	تحریف کا بانی ادارہ	72
طاؤسؒ کا تعارف	51	سید محب اللہ شاہؒ کی وضاحت	72
اعتراضات وجوابات	52	تحریف کا دوسرا زینہ	73
اعتراض نمبرا	52	مکتبہ راشدیہ کے مخطوطہ کا تاریخی	
جواب	52	پس منظر	74
اعتراض نمبر ۲،۳	53	الشیخ رشد اللہ راشدی کی وضاحت	74
جواب نمبر ۲،۳	53	مصنف ابن ابی شیبہ کے مخطوطے	75
عمل علیؓ	54	الشیخ حمد بن عبداللہ کا بیان	76
رواۃ کی استنادی حیثیت	54	غیر مصدقہ نسخہ	77
اعتراض وجواب	56	ضعیف ترین روایت	80
تفسیر علیؓ	56	روایت کا مرکزی راوی عبدالرحمٰن	80
اعتراض وجواب	57	صاحب غایۃ السعایہ کی غلطی	87
تفسیر ابن عباسؓ	62	علماء دیوبند کے ظن وتخمین	87
تفسیر انسؓ	62	دوسری ضعیف ترین روایت	88
احناف کے دلائل وجوابات	63	تفسیری روایت کی حقیقت	88
ایک من گھڑت روایت	64	ایک مقطوع روایت	89
پہلا جھوٹا راوی	64	مقطوع روایت پر امام ابوحنیفہؒ کا	
دوسرا جھوٹا راوی	65	تبصرہ	90
ایک بلا سند روایت	68	عقلی دلائل کی حقیقت	91
ایک تحریف شدہ روایت	72		



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

مسلم معاشرے میں مؤلف کی حیثیت ایک ناصح اور ہمدرد کی ہے اس ناطے سچی اور شفاف تحریر اس کا فریضہ بھی ہے اور سرمایہ افتخار بھی۔ لہٰذا ایک مؤلف کے لیے لازم ہے کہ وہ جنبش قلم کو امواج جذبات اور تعصب کے بحر ظلمات میں غرق نہ ہونے دے ورنہ معصوم حقیقتوں کے زخموں سے بہنے والا خون اس کے لیے طوفان نوح ثابت ہو سکتا ہے۔

اس حقیقت سے تو کوئی انکار نہیں کہ ہر فرد کو اپنے افکار و نظریات کی ترویج و تشہیر کا مکمل اختیار ہونا چاہیے مگر بناوٹ کو حقیقت کے لباس میں پیش کرنا ایک تحریری شاخسانہ تو قرار پا سکتا ہے لیکن اس مزموم کوشش کو تحقیق کا نام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ تحقیق تو محرر کی اس مساعی جمیلہ کا نام ہے جس کی وجہ سے حقیقت نقوش کا لباس زیب تن کر کے بھولے ہوئے مسافر کو اس کی حقیقی منزل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

ملمع سازی سے کسی شے کے رنگ و روپ، چمک دمک اور مہک کو تبدیل کیا جا سکتا ہے مگر اس کی اصلیت و حقیقت میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہر فن کے ماہرین نے عموماً اور ماہرین فن الرجال و علل نے خصوصاً شب و روز محنت کر کے ایسے اصول متعین کر دیئے ہیں کہ جن کی روشنی میں کھرے اور کھوٹے کی شناخت آسانی سے کی جا سکتی ہے۔

راقم نے فریقین کے دلائل کو محدثین کے قائم کردہ حقائق جانچنے کے پیمانوں پر پیش کر کے ہدیہ قارئین کیا ہے تا کہ وہ آسانی سے فریقین کے دلائل کا وزن جان کر انصاف سے فیصلہ کر سکیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ

آمین



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. اَمَّا بَعْدُ:

اہل سنت تقریباً اس بات پر متفق ہیں کہ نماز میں قیام کے دوران ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ البتہ ایک قول کے مطابق امام مالکؒ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے قائل ہیں اور یہی قول وعمل روافض کا ہے۔ ہاتھ باندھنے کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ بعض ناف کے نیچے، بعض ناف سے اوپر اور بعض سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ ضیاء حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر رسالہ میں بڑے وقیع پیرائے میں ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دلائل کے اعتبار سے سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا ہی راجح اور اقرب الی السنۃ ہے۔ جزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

اس کے برعکس ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کسی بھی صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں۔ ماضی قریب میں مصنف ابن ابی شیبہ (مطبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی) کے حوالے سے علمائے احناف نے بڑی شدومد سے یہ آواز اٹھائی کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف بھی اس صحیح حدیث پر مبنی ہے۔ جس کا جواب علمائے اہلحدیث نے مختلف رسائل میں دیا اور دلائل سے ثابت کیا کہ یہ سراسر ادارۃ القرآن کے حنفی ناشرین کی بددیانتی اور خیانت کا نتیجہ ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی قابل اعتبار نسخہ میں یہ حدیث ''تحت السرۃ'' کے الفاظ کے ساتھ موجود نہیں۔ حال ہی میں مصنف ابن ابی شیبہ کا ایک اور نسخہ زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ اس نسخہ کا جلد اول ہمارے ممدوح مولانا حافظ ثناء اللہ ضیاء صاحب کے ہاتھ لگا۔ جس کے مقدمہ میں اس بات کا اظہار ہے کہ ''تحت السرۃ'' کا یہ اضافہ مصنف ابن ابی شیبۃ کے مختلف ۸ قلمی اور تین مطبوعہ نسخوں میں بھی کہیں نہیں۔ یہ زیادت ادارۃ

القرآن کے حنفی ناشرین کی تحریف کا شاخسانہ ہے۔جس کی پوری تفصیل آپ کو اس رسالے میں ملے گی۔

ہمارے حنفی حضرات بھی عجیب ہیں کہ روافض کے مقابلے میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا ثبوت قرآن مجید کی آیت ''فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ'' سے پیش کرتے ہیں۔ بلکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ذکر کرتے ہیں، مگر اہلحدیث کے مقابلے میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا انکار کرتے ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

چنانچہ دیوبندی مکتب فکر کے ''رئیس المناظرین مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب'' اپنی مشہور کتاب ''آفتاب ہدایت ورو افض و بدعت'' میں لکھتے ہیں:

''یہاں نحر کا معنی یہی ہے کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ہاتھ باندھے ہوئے نماز پڑھو۔ امام فخر رازی نے تفسیر کبیر (جلد ۸ ص ۷۱۲) میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں جناب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضٰی کا قول یوں نقل کیا ہے۔''وَالْاَشْھَرُ وَ ضْعُھَا عَلَی النَّحْرِ عَلٰی عَادَۃِ الْخَاشِعِ'' وانحر کا اشہر اور اظہر معنی یہی ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے جیسے خضوع و خشوع کا طریقہ ہے۔ ایسا ہی تفاسیر درمنثور، معالم التنزیل تنویر المقیاس حسینی وغیرہ اور کتب حدیث بخاری، ترمذی، دارقطنی وغیرہ میں حضرت علی اور ابن عباس اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے یہی معنی لکھا گیا ہے۔ پھر ایسی صریح اور صاف آیت کے ہوتے ہوئے دوسری کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔'' (آفتاب ہدایت: ص ۴۳۰)

یہاں باقی تفصیل سے قطع نظر دیکھئے کہ ''سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے'' کو ''خشوع وخضوع'' کا طریقہ تسلیم کیا گیا ہے اور خشوع وخضوع کے اسی طریقہ کو مدلل طور پر مولانا ضیاء صاحب نے اس رسالہ میں بیان کیا ہے۔ رافضیوں کے مقابلہ میں اگر یہ مسئلہ ''صریح اور صاف آیت'' سے ثابت ہوتا ہے تو اہل حدیث سے کسی دوسری دلیل کی ضرورت'' کیوں محسوس کی جاتی ہے؟''اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی''

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، مولانا محمد سرور عاصم بانی ''مکتبہ اسلامیہ'' فیصل آباد کو جنہوں نے صحیح سنت کے احیاء وترویج کے لیے اس خالص علمی رسالے کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلک حق اہلحدیث کی خدمت واشاعت کا وافر جذبہ عطا فرمایا ہے اور اس حوالے سے متعدد وقیع کتابیں شائع کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ان کی مساعی حسنہ کو قبول فرمائے، شہرت دوام بخشے اور اپنی رضا ومغفرت کا سبب بنائے۔ (آمین)

ارشاد الحق اثری عفی عنہ

12/01/2004



نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل

دلیل نمبر ۱

اَخْبَرَنَا اَبُوْطَاهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ نَا اَبُوْمُوْسٰى نَامُؤَمَّلٌ نَاسُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ. [صحیح ابن خزیمہ: ج۱ص۲۴۳]

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں اپنے سینے پر رکھ لیا۔“

سند کا تعارف

اس روایت کے پہلے راوی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدل وثقاہت میں بے مثل ہیں۔ ان سے یہ روایت کلیب بن شہاب نقل کرتے ہیں۔

کلیب بن شہاب رحمہ اللہ کا تعارف

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: كُلَيْبُ بْنُ شِهَابٍ كَانَ ثِقَةً كَثِيْرًا الْحَدِيْثِ رَاَيْتُهُمْ يَسْتَحْسِنُوْنَ حَدِيْثَهُ وَ يَحْتَجُّوْنَ بِهٖ.

[الطبقات الکبریٰ: ج۶ص۱۲۳۔تہذیب التہذیب: ج۸ص۴۰۰]

”علامہ ابن سعد فرماتے ہیں کہ کلیب ثقہ اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ میں نے ماہرین فن کو ان کی مرویات کی تعریف کرتے دیکھا ہے اور وہ انہیں قابل حجت تسلیم کرتے ہیں۔“

قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ :سُئِلَ اَبُوْ زُرْعَةَ عَنْ کُلَیْبٍ الْجَرْمِیِّ وَالِدِ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ فَقَالَ کُوْفِیٌّ ثِقَةٌ.

[الجرح والتعدیل:ج۷ص۱۶۷]

''امام عبدالرحمٰنؒ بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ امام ابوزرعہؒ سے کلیبؒ بن شہاب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔''

قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ: قَالَ اَبِیْ عَاصِمٌ عَنْ اَبِیْہِ کُلَیْبٍ ھُوَالَّذِیْ حَدَّثَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُھَاجِرِ. [العلل:۱۸۸۶]

''عبداللہؒ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میرے گرامی قدر والد محترم نے فرمایا کہ عاصمؒ اپنے والد کلیبؒ سے بیان کرتے ہیں اور یہ وہی ہیں جن سے ابراہیمؒ بن مہاجر بیان کرتے ہیں۔''

اس روایت کے تیسرے راوی عاصمؒ بن کلیب ہیں۔

عاصم بن کلیبؒ ماہرین فن کی نظر میں

وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِیْنٍ وَغَیْرُہٗ . [میزان الاعتدال:ج۴ص۱۲]

''امام یحییٰؒ بن معین اور دیگر ماہرین فن نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

قَالَ الْمَیْمُوْنِیُّ: قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ ثِقَةٌ [سوالاتہ:۳۵۶]

''میمونیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد ﷫ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔''

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الْاَثْرَمِ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ یَقُوْلُ عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ لَابَاْسَ بِحَدِیْثِہٖ. [الجرح والتعدیل:ج۶ص۳۵۰]

''امام اثرمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ عاصم کی بیان کردہ حدیث میں کوئی علت نہیں۔''

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ صَالِحٌ. [الجرح والتعدیل:ج۶ص۳۵۰]

''امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاصم بن کلیبؒ صالح الحدیث ہیں۔

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: كَانَ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ اَفْضَلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ......

ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ. [تہذیب التہذیب: ج۵ص۴۹]

''امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ عاصم بن کلیبؒ اہل کوفہ سے افضل ہیں اور امام ابن حبانؒ نے انہیں کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔''

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: كَانَ ثِقَةً يُحْتَجُّ بِهٖ. [الطبقات الکبریٰ: ج۶ص۳۴۱]

''علامہ ابن سعدؒ فرماتے ہیں عاصمؒ ثقہ اور قابل حجت ہے۔''

سفیان ثوریؒ ماہرین فن کی نظر میں

قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ: لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْعَامَةَ بِالرِّضَا وَالصِّحَةِ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ رَجُلٍ وَاحِدٍ بِالْكُوْفَةِ قَالَ الْعَبَّاسُ يَعْنِي الثَّوْرِيَّ. [الجرح والتعدیل: ج۴ص۲۲۲]

''امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ کبار اہل علم میں سے کوئی ایسا عالم حیات نہیں جس پر تمام لوگ راضی ہوں ماسوا ایک کوفی عالم کے عباسؒ کہتے ہیں وہ سفیان ثوریؒ ہیں۔''

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: مَارَاَيْتُ رَجُلًا اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مِنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ ...... قَالَ ابْنُ مُبَارِكٍ مَارَاَيْتُ مِثْلَ سُفْيَانَ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَحْفَظُ مِنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. [الجرح والتعدیل: ج۴ص۲۲۳]

''امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے بڑھ کر حلال وحرام کے بارے میں معرفت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ابن مبارکؒ کہتے ہیں میں نے سفیانؒ جیسا عظیم شخص نہیں دیکھا۔ امام یحییٰؒ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں نے سفیانؒ سے بڑھ کر حافظ نہیں دیکھا۔''

قَالَ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ: سُفْیَانُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ .
[الجرح والتعدیل: ج۴ص۲۲۵]

''یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ سفیانؒ علم حدیث میں ایمان والوں کے امیر ہیں۔''

قَالَ الذَّهَبِیُّ: سُفْیَانُ بْنُ سَعِیْدِ اَلْحُجَّةُ الثَّبْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ مَعَ اَنَّهٗ کَانَ یُدَلِّسُ عَنِ الضُّعَفَاءِ . [میزان الاعتدال: ج۳ص۲۴۴]

''امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کے ثقہ اور حجت ہونے پر ماہرین فن متفق ہیں حالانکہ وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے ہیں۔''

مؤملؒ بن اسماعیل کا تعارف

امام عبدالرحمٰنؒ بن ابی حاتم مؤمل بن اسماعیلؒ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَخْبَرَ نَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ خَیْثَمَةَ فِیْمَا کَتَبَ اِلَیَّ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیٰی بْنَ مَعِیْنٍ: یَقُوْلُ: مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثِقَةٌ.
[الجرح والتعدیل: ج۸ص۳۷۴]

''ابوبکر خیثمہؒ نے میری طرف جو کچھ لکھ کر بھیجا اس میں انہوں نے یہ بھی تحریر کیا کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مؤمل بن اسماعیلؒ ثقہ راوی ہیں۔''

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدِ: قُلْتُ لِیَحْیٰی بْنِ مَعِیْنٍ مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَوْ عُبَیْدُاللهِ فَلَمْ یُفَضِّلْ اَحَدًا عَلَی الْآخِرِ.
[الجرح والتعدیل: ج۸ص۳۷۴۔تہذیب التہذیب: ج۱۰ص۳۴۰]

''امام دارمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ سے دریافت کیا کہ آپ مؤمل بن اسماعیلؒ اور عبیداللہؒ میں سے کسے زیادہ پسند کرتے ہیں، انہوں نے دونوں کو ہم مرتبہ قرار دیا۔''

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَئَلْتُ اَبِیْ عَنْ مُؤَمَّلِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ فَقَالَ

صُدُوقٌ شَدِيْدٌ فِي السُّنَّةِ كَثِيْرُ الْجِهَادِ وَ فِيْ نُسْخَةٍ كَثِيْرُ الْخَطَا.

[الجرح والتعدیل: ج۸ص۳۷۴]

''ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ میں نے والدِ محترم سے مؤمل بن اسماعیلؒ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ سچے اور پکے سنی تھے، جہاد میں اکثر شریک ہوتے تھے اور ایک نسخہ میں ہے ان سے اکثر غلطیاں بھی سرزد ہوجاتی تھیں۔''

قَالَ الْآجِرِيُّ سَأَلْتُ اَبَا دَاوُدَ عَنْهُ فَعَظَّمَهُ وَ رَفَعَ مِنْ شَأْنِهِ.

[تہذیب التہذیب: ج۱۰ص۳۴۰۔ میزان الاعتدال: ج۶ص۵۷۱]

''آجریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوداؤدؒ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ان کی عظمت اور رفعت شان کا کھلے دل سے اعتراف فرمایا۔''

ذَكَرَ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ. [تہذیب التہذیب: ج۱۰ص۳۴۰]

''امام ابن حبانؒ نے انہیں کتاب الثقات میں بیان کیا ہے۔''

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: ثِقَةٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ وَ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ثِقَةٌ كَثِيْرُ الْخَطَا. [تہذیب التہذیب: ج۱۰ص۳۴۰]

''علامہ ابن سعدؒ اور امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں البتہ ان سے کثیر غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔''

علامہ ذہبیؒ مؤمل بن اسماعیلؒ کے بارے ماہرین فن کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

حَافِظٌ عَالِمٌ يُخْطِئُ. [میزان الاعتدال: ج۶ص۵۷۱]

''مؤمل بن اسماعیلؒ حافظ الحدیث اور علامہ ہیں، غلطیاں بھی کرتے ہیں۔''

ابوموسیٰؒ محمد بن مثنیٰ کا تعارف

ابوموسیٰؒ محمد بن مثنیٰ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ یحییٰ بن سعیدؒ اور عبدالرحمٰن بن

مہدیؒ جیسے نامور محدثین ان کے شاگرد ہیں۔

قَالَ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ: ثِقَةٌ …… قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: سُئِلَ اَبِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنّٰی فَقَالَ: صَالِحُ الْحَدِیْثِ. [الجرح والتعدیل: ج۸ص۹۵]

امام یحیٰی بن معینؒ انہیں ثقہ اور امام ابوحاتمؒ صالح الحدیث کہتے ہیں۔

قَالَ الْخَطِیْبُ : ثِقَةٌ ثَبَتٌ اِحْتَجَّ بِهٖ سَائِرُ الْاُمَّةِ.

[میزان الاعتدال: ج۶ص۳۱۸]

''محترم خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ محترم محمد بن مثنیٰؒ ایسے ثقہ راوی ہیں کہ ان کی مروی روایت کو تمام امت نے حجت تسلیم کیا ہے۔''

اس روایت پر احناف کے اعتراضات اور ان کے جوابات

قاضی شوکانیؒ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مولوی عبدالعزیز دیوبندی پنجابی قاضی شوکانی پر برہمی کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَ هُوَ الَّذِیْ لَمْ یَرٰی هٰذَا الْکِتَابَ قَطُّ لِاَنَّهٗ مِنَ الْکُتُبِ الَّتِیْ نَدَرَتْ ثُمَّ افْتَقَدَتْ فَلَمْ یَسْمَعْ لَهَا عَیْنٌ وَلَا اَثَرٌ اِلَّا مَا یُسْمَعُ فِیْ مَکْتَبَةِ لِیْدَنْ: اِنَّ فِیْهَا مُجَلَّدَیْنِ مِنْ صَحِیْحِ ابْنِ خُزَیْمَةَ.

[حاشیہ نصب الرایۃ: ج۱ص۳۱۴]

''قاضی شوکانیؒ وہ ہیں جنہوں نے اس کتاب کو دیکھا تک نہیں، کیونکہ اس کتاب کا شمار ان کتابوں میں ہوتا ہے جو پہلے نادرالوجود تھیں اور بعد میں عنقا ہوگئیں۔ چنانچہ کسی آنکھ نے اس کتاب کو دیکھا نہیں اور نہ اس کتاب کا کوئی نشان باقی ہے۔ ہاں البتہ لیدن کی لائبریری میں اس کی دو جلدیں بتائی جاتی ہیں۔''

موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

اِنَّ صَحِیْحَ ابْنِ خُزَیْمَةَ لَیْسَ کَالصَّحِیْحَیْنَ وَ اَبِیْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیِّ بَلْ دَأبُهٗ کَدَأْبِ التِّرْمِذِیِّ وَالْحَاکِمِ یَتَکَلَّمُ عَلٰی کُلِّ حَدِیْثٍ بِمَا یُنَاسِبُهٗ یُصَحِّحُهٗ اِنْ رَایٰ ذَالِکَ.

[حاشیہ نصب الرایۃ: ج۱ص۳۱۵]

"بلاشبہ صحیح ابن خزیمہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ کی طرح نہیں بلکہ وہ امام ترمذیؒ اور امام حاکمؒ کی طرح روایت کو نقل کرنے کے بعد اس پر حکم لگاتے ہیں اگر وہ اس روایت کو صحیح یقین کرتے ہیں تو اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔"

موصوف اپنے اس خیالی اور تصوراتی محل کو بنیان مرصوص ثابت کرنے کے لئے حافظ ابن حجرؒ کے انداز تحریر سے استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ وَائِلٍ لَهٗ اَلْفَاظٌ مُخْتَلِفَةٌ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّةِ بَعْضِهَا وَ اِنَّمَا الْکَلَامُ فِیْ زِیَادَةِ عَلٰی صَدْرِهٖ فَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ "اَلْفَتْحِ" قَدْ رَوَی ابْنُ خُزَیْمَةَ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ عِنْدَ اَبِیْ دَاؤُدَ وَالنِّسَائِیِّ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی ظَهْرِ کَفِّهِ الْیُسْرٰی وَالرُّسْغِ مِنَ السَّاعِدِ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ اھ، وَاَمَّا حَدِیْثُ وَائِلٍ مَعَ زِیَادَةِ عَلٰی صَدْرِهٖ فَقَالَ الْحَافِظُ فِیْ "اَلْفَتْحِ" قَدْ رَوَی ابْنُ خُزَیْمَةَ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ وَضَعَهُمَا عَلٰی صَدْرِهٖ وَالْبَزَّارُ عِنْدَ صَدْرِهٖ اھ، وَلَمْ یَذْکُرْ تَصْحِیْحَ ابْنِ خُزَیْمَةَ لِهٰذِهِ الزِّیَادَةِ لَا فِی الْفَتْحِ وَلَا فِی التَّلْخِیْصِ وَلَا فِی الدِّرَایَةِ. [حاشیہ نصب الرایہ: ج۱ص۳۱۶]

"حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے، ان کے بیان کردہ بعض الفاظ کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ کلام تو اس روایت پر ہے جس میں "عَلٰی صَدْرِهٖ" کے الفاظ ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جسے امام ابوداؤدؒ اور امام

نسائی ؒ نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر اس طرح رکھا کہ وہ ہاتھ اور کلائی کے جوڑ پر تھا۔“

اس روایت کو امام ابن خزیمہ ؒ نے بھی نقل کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے لیکن حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت جس میں عَلٰی صَدْرِہٖ کے الفاظ ہیں اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو امام ابن خزیمہ ؒ نے ان الفاظ سے بھی نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھا اور مسند البزار میں ہے سینہ کے نزدیک رکھا۔ ان زائد الفاظ کے بارے میں امام ابن خزیمہ ؒ سے تصحیح نقل نہیں کی نہ تو فتح الباری میں نہ تلخیص میں اور نہ الدرایۃ میں۔

مولوی محمد حنیف گنگوہی اس حدیث پر درج ذیل الفاظ میں نقد کرتے ہیں:

”رہی وہ حدیث جس میں عَلٰی صَدْرِہٖ کی زیادتی ہے سو اس کے متعلق حافظ نے فتح الباری میں صرف یہ کہا ہے قَدْ رَوَی ابْنُ خُزَیْمَةَ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ وَ ضَعَهُمَا عَلٰی صَدْرِہٖ وَ الْبَزَّارُ عِنْدَ صَدْرِہٖ ابن خزیمہ سے اس زیادتی کی تصحیح ذکر نہیں کی نہ فتح الباری میں، نہ تلخیص میں، نہ درایہ میں اور نہ بلوغ المرام میں...... ان حضرات (نووی، بیہقی، ابن حجر، ابن قیم رحمہم اللہ) میں سے کسی نے بھی ابن خزیمہ سے تصحیح نقل نہیں کی۔ بخلاف قاضی شوکانی کے کہ انہوں نے صحیح ابن خزیمہ دیکھی تک نہیں کیونکہ صحیح ابن خزیمہ ان کتابوں میں سے ہے جو دنیا سے عنقا ہو چکی ہیں صرف مکتبہ لندن میں اس کی دو جلدیں بتائی جاتی ہیں۔“ [غایۃ السعایۃ: ج ۲ ص ۴۲]

جواب:

حافظ ابن حجر ؒ نے اپنی تالیفات میں صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں کسی مقام پر وہ روایت نقل کرنے کے بعد ”اَخْرَجَهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ“ تحریر

کرتے ہیں اور کسی مقام پر ''صَحِیْحُ ابْنُ خُزَیْمَةَ'' رقم کرتے ہیں ان کے اس انداز تحریر سے علمائے احناف کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ امام ابن خزیمہؒ نے امام ترمذی اور امام حاکمؒ کا سا انداز اختیار کیا ہے۔ بحمد اللہ صحیح ابن خزیمہ کا مخطوطہ نہ صرف دستیاب ہو چکا ہے بلکہ طباعت کے زیور سے آراستہ بھی ہو چکا ہے اور اس کی طباعت نے تمام فرضی اندازوں اور تصوراتی نظریوں کو غلط ثابت کر دیا ہے اور یہ مخطوطہ لیدن کی لائبریری سے نہیں بلکہ مکتبہ احمد الثالث استنبول ترکی سے دستیاب ہوا ہے کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ امام ابن خزیمہؒ کا طریقہ امام ترمذیؒ کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے موصوف جب نئے عنوان کا آغاز کرتے ہیں تو اس عنوان کے تحت درج ہونے والی تمام احادیث پر صحت کا حکم لگا دیتے ہیں اور ان روایات میں سے کسی روایت کو اگر وہ اپنی شرائط کے مطابق نہیں سمجھتے تو اس پر تردد کا اظہار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جس عنوان کے تحت امام ابن خزیمہؒ نے وہ دو روایات درج کی ہیں جن کا تذکرہ علامہ عبدالعزیز دیوبندیؒ پنجابی نے نصب الرایہ کے حاشیہ میں کیا ہے اس عنوان کا آغاز امام ابن خزیمہؒ نے اس طرح کیا ہے:

اَلْمُخْتَصَرُ مِنَ الْمُخْتَصَرِ مِنَ الْمُسْنَدِ الصَّحِیْحِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ عَلَی الشَّرْطِ الَّذِیْ اِشْتَرَطْنَا فِیْ کِتَابِ الطَّهَارَةِ۔ [صحیح ابن خزیمہ: ج۱ص۱۵۳]

''نبی مکرم ﷺ کے فرامین عالی شان پر مشتمل مسند صحیح مختصر ترین ہے اور ان شرائط کے مطابق ہے۔ جو ہم نے کتاب الطہارۃ کے آغاز میں بیان کی ہیں۔''

امام صاحبؒ نے کتاب الطہارۃ کا آغاز اس طرح فرمایا ہے:

مُخْتَصَرُ الْمُخْتَصَرِ مِنَ الْمُسْنَدِ الصَّحِیْحِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَقْلِ الْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ مَوْصُوْلاً اِلَیْهِ ﷺ مِنْ غَیْرِ قَطْعٍ فِیْ اَثْنَاءِ الْاِسْنَادِ وَلَا جَرْحَ فِیْ نَاقِلِی الْاَخْبَارِ الَّتِیْ نَذْکُرُهَا بِمَشِیْئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ [ابن خزیمہ: ج۱ص۳]

آپ ﷺ کے فرامین عالی شان پر مشتمل یہ مسند صحیح مختصر ترین ہے اس عنوان

کے تحت ہم جتنی بھی احادیث درج کریں گے ان کے اول تا آخر تمام رواۃ وصف عدل سے آراستہ ہوں گے اوران کی اسناد بغیر کسی انقطاع کے آپ ﷺ تک پہنچتی ہوں گی۔ان شاء اللہ اس کے تمام رواۃ جرح کے عیب سے پاک ہیں۔اس عنوان کے تحت امام ابن خزیمہؒ نے ۷۰۸ ابواب اور ۱۴۶۹ احادیث درج کی ہیں اوران میں سے ان چند روایات پر تردد کا اظہار کیا ہے جن کی صحت پر انہیں یقین نہ تھا یا ان کی ذکر کردہ شرط ان پر صادق نہ آتی تھیں۔

واضح رہے کہ امام ابن خزیمہؒ نے مکمل طور پر اپنی شرط کا پاس کیا ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

صَحِيحُ ابْنُ خُزَيْمَةَ اَعْلٰى مَرْتَبَةً مِنْ صَحِيحِ ابْنِ حِبَّانَ لِشِدَّةِ تَحَرِّيْهِ حَتّٰى اَنَّهُ يَتَوَقَّفُ فِي التَّصْحِيحِ لِاَدْنٰى كَلَامٍ فِي الْاِسْنَادِ فَيَقُوْلُ اِنْ صَحَّ الْخَبَرُ اَوْ اِنْ ثَبَتَ كَذَا وَنَحْوَ ذَالِكَ.

[تدریب الراوی: ص۳۲]

''صحیح ابن خزیمہ کا درجہ صحت صحیح ابن حبانؒ سے بلند تر ہے کیونکہ امام ابن خزیمہؒ اس سلسلہ میں بہت محتاط ہیں موصوف سند میں معمولی سا کلام ہونے کی وجہ سے اس روایت پر صحت کے حکم کو مشروط کردیتے ہیں اور فرماتے ہیں اگر یہ خبر درست ہوئی یا ثابت ہوئی وغیرہ۔''

صحیح ابن خزیمہ کی طباعت اور علامہ جلال الدین السیوطیؒ کی وضاحت سے نصب الرایہ کے محشی مولوی عبدالعزیز پنجابی اور ہدایہ کے شارح مولوی محمد حنیف گنگوہی کا موقف غلط ثابت ہوا اوران کا پیدا کردہ اشکال دور ہوگیا۔

واضح رہے کہ صرف قاضی شوکانی ہی نے صححه ابن خزيمة نہیں کہا بلکہ محدث ابن سید الناسؒ نے بھی وصححه ابن خزيمة کہا ہے۔[مخطوطہ شرح ترمذی: ج۲ص۲۱۱]

عاصم بن کلیبؒ پر اعتراض

مولوی محمد حنیف گنگوہی زیر مطالعہ حدیث پر گفتگو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: عاصم

بن کلیبؒ وہی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین کے راوی ہیں۔ جن کے متعلق شوافع نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کیا تھا یہ قابل احتجاج ہی نہیں۔

[غایۃ السعایۃ: ج ۳ ص ۴۲]

جواب:

امام علی بن مدینیؒ کی اگرچہ یہی رائے ہے کہ عاصم بن کلیبؒ جب کسی روایت کے بیان کرنے میں منفرد ہوں گے تو وہ روایت قابل حجت نہ ہوگی مگر دیگر ماہرین فن عاصم بن کلیبؒ کی مرویات کو بغیر کسی شرط کے حجت تسلیم کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ مقام وضع الیدین کی تعیین نقل کرنے میں عاصم منفرد نہیں ہیں کیونکہ مذکورہ الفاظ عاصمؒ نے اپنے والد کے توسط سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے نقل کئے ہیں جبکہ یہی الفاظ عبدالجبار بن وائل نے اپنی والدہ کے توسط سے حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے نقل کئے ہیں۔ اس طرح عاصمؒ اس روایت میں محترم علی بن مدینیؒ سمیت جملہ محدثین کے نزدیک حجت ہیں۔ رہی یہ بات کہ عاصم بن کلیبؒ سے مروی ترک رفع الیدین کی روایت کیونکر حجت نہیں؟ تو اس بارے میں عرض یہ ہے اس روایت کے ضعیف ہونے کے ماہرین فن نے متعدد اسباب بیان کئے ہیں ان میں سے صرف ایک علت عاصم بن کلیبؒ سے متعلق ہے یعنی امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے عاصمؒ کی کتاب سے یحییٰ بن آدم کو املا کروائی تو اس میں عبداللہ بن ادریسؒ نے ''ثم لا یعود'' کے الفاظ املاء نہیں کروائے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عاصمؒ کی کتاب میں وہ الفاظ نہیں جو الفاظ وکیع بیان کرتے ہیں۔ [ملخص از العلل: ۱۴/۷]

امام احمدؒ کے درج بالا بیان سے یہ واضح ہوا کہ عاصم بن کلیبؒ سے مروی ترک رفع الیدین کی روایت کا ناقابل احتجاج ہونا عاصم بن کلیبؒ کی وجہ سے نہیں بلکہ ''ثم لا یعود'' کے الفاظ کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے ہے۔

سفیان ثوریؒ پر اعتراض

عاصم بن کلیبؒ سے یہ روایت سفیان ثوریؒ ''عن'' کے ساتھ بیان کرتے ہیں

جبکہ سفیان ثوریؒ ضعفاء سے تدلیس کرنے میں مشہور ہیں لہٰذا اس قسم کے راوی کی معنعن روایت مقبول نہیں۔

جواب:

محترم سفیان ثوریؒ کی یہ روایت صحیح ابن خزیمہ میں ''عن'' کے ساتھ منقول ہے لیکن اس علت کی وجہ سے یہ روایت ضعیف نہیں کیونکہ صحیح ابن خزیمہ کی ایسی روایات سماعت پر محمول ہوں گی جیسا کہ امام نوویؒ رقم طراز تھے:

وَ مَا كَانَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَشِبْهِهِمَا عَنِ الْمُدَلِّسِيْنَ بِعَنْ مَحْمُوْلٌ عَلَىٰ ثُبُوْتِ السِّمَاعِ. [تقریب النووی مع شرح تدریب الراوی]

''بخاریؒ و مسلمؒ اور ان جیسی دیگر کتابوں کی مدلسین رواۃ سے ''معنعن'' مرویات کو سماع پر محمول کیا جائے گا۔''

مدلس راوی کی معنعن روایت میں چونکہ انقطاع کا شبہ موجود ہوتا ہے اس لیے اس راوی کی روایت کو اس وقت تک شرف قبولیت حاصل نہیں ہوتا جب تک تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں ہو جاتی۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابن خزیمہؒ اور امام ابن حبانؒ وغیرھم نے چونکہ یہ صراحت کی ہے کہ وہ اپنی ان کتابوں میں منقطع روایات سے احتجاج نہیں کریں گے۔ اس لیے ان کتابوں کی معنعن روایت کو سماع پر محمول کیا جاتا ہے، امام ابن خزیمہؒ نے المسند الصحیح (صحیح ابن خزیمہ) میں مدلسین کی متعدد معنعن روایات نقل کی ہیں انھوں نے مدلسین کی ان معنعن روایات کے بارے میں تردد کا اظہار کیا ہے جن کے سماع کی تصریح سے وہ آگاہ نہیں تھے چند ایسے مقامات بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا اسْتَثْنَيْتُ صِحَّةَ هٰذَا الْخَبَرِ لِاَنِّيْ خَائِفٌ اَنْ يَّكُوْنَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ اِنَّمَا دَلَّسَهُ عَنْهُ. [صحیح ابن خزیمہ: ج ا ص ا ے]

''میں اس روایت کو صحیح روایات سے مستثنیٰ قرار دیتا ہوں کیونکہ مجھے اس

بارے میں تردّد ہے کہ یہ خبر محمد بن اسحاق نے محمد بن مسلم سے براہ راست سنی ہے یا محض تدلیس سے کام لیا ہے۔''

قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمَّا خَبَرُ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فَاِنَّ فِيْهِ نَظَرٌ لِاَنِّیْ لَا اَقِفُ سِمَاعَ اَبِیْ اِسْحَاقَ هٰذَا الْخَبَرَ مِنَ الْاَسْوَدِ. [صحیح ابن خزیمہ: ج۱ص۲۱۲]

یہ روایت ابواسحاقؒ ''عن'' کے ساتھ بیان کرتے ہیں اس لئے اس روایت میں نظر ہے کیونکہ مجھے اس روایت کے بارے میں ابواسحاقؒ کے سماع کی اطلاع نہیں۔

اَبُوْ اِسْحَاقَ لَا يُعْلَمُ اَسَمِعَ هٰذَا الْخَبَرَ مِنْ بُرَيْدٍ اَوْدَلَّسَهٗ عَنْهُ.

[ج۲ص۱۵۲]

''معلوم نہیں کہ ابواسحاقؒ نے یہ خبر برید سے سنی ہے یا تدلیس سے کام لیا ہے؟''

درج بالا بیانات سے یہ بات محقق ہوگئی کہ مدلسین کی وہ معنعن روایات جن کی سماعت کی تصریح ان کے پیش نظر تھی ان پر حافظ ابن خزیمہؒ نے عنوان کے آغاز میں صحت کا حکم لگا دیا اور جن روایات میں سماعت کی صراحت سے وہ آگاہ نہیں ہو سکے ان پر امام ابن خزیمہؒ نے تردد کا اظہار کر دیا۔ زیر بحث روایت میں وہ یقیناً سماعت کی تصریح سے آگاہ تھے اس لیے انہوں نے اس روایت پر صحت کا حکم برقرار رکھا۔ بنا بریں قاضی شوکانی کا اس روایت کو صحیح قرار دینا ان کے وسعت مطالعہ اور تبحرِ علمی کا عکاس ہے۔ جبکہ علمائے احناف کا ان پر برہم ہونا تعصب محض اور ظن وتخمین پر مبنی ہے۔

مؤمل بن اسماعیلؒ پر اعتراض

مولوی محمد حنیف اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مؤمل بن اسماعیل محدثین کے نزدیک ضعیف ہے...... [غایۃ السعایۃ: ج۳ص۴۱]

علامہ ہاشم سندھی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْبُخَارِیُّ: مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ. [درہم الصرۃ]

''امام بخاریؒ نے انہیں منکر الحدیث کہا ہے۔''

جواب:

مولوی محمد حنیف گنگوہی کا بیان کھلا مغالطہ اور غلط بیانی کا عکاس ہے۔ ہم مؤمل بن اسماعیلؒ کے تعارف میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ مؤملؒ نامور محدثین وناقدین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ امام یحییٰ بن معینؒ تو انہیں عدل وثقاہت میں عبیداللہ بن موسیٰؒ کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں یاد رہے کہ عبیداللہ بن موسیٰؒ صحیحین کا راوی ہے۔ البتہ بعض محدثین نے انہیں ثقہ تسلیم کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اکثر غلطیاں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ مؤملؒ ایک بڑے ذخیرہ حدیث کے راوی ہیں ظاہر ہے کہ جس کے پاس جتنا زیادہ ذخیرہ حدیث ہوگا اس سے اسی قدر غلطیوں کا امکان بھی زیادہ ہوگا (الا ماشاء اللہ) یہی وجہ ہے کہ ان کی غلطیوں کے باوجود محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ رہی امام بخاریؒ کی ان کے بارے میں جرح تو اس بارے میں عرض ہے کہ امام بخاریؒ نے ان کا ذکر التاریخ الکبیر اور التاریخ الصغیر میں کیا ہے مگر انؒ پر کوئی جرح نہیں کی جبکہ انہوں نے مؤمل بن اسماعیلؒ کے بعد مؤمل بن سعیدؒ کا ذکر کیا ہے اور اسے امام بخاریؒ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے، جن نامور ماہرین نے امام بخاریؒ کے حوالے سے مؤمل بن اسماعیلؒ کو منکر الحدیث قرار دیا ہے انہوں نے مؤملؒ بن سعید کو امام بخاری کے حوالے سے منکر الحدیث قرار نہیں دیا، حالانکہ مؤملؒ بن سعید کو امام ابو حاتمؒ نے بھی منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ [الجرح والتعدیل: ج ۸ ص ۳۷۵] اور امام ابن حبان نے بھی اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ [میزان الاعتدال: ج ۶ ص ۵۷۲]

اس بیان سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ التاریخ الکبیر سے مؤمل بن اسماعیلؒ کا ترجمہ نقل کرنے میں اولاً کسی بڑی شخصیت سے تسامح ہوا ہے کہ موصوف نے التاریخ الکبیر سے مؤمل بن اسماعیلؒ کے ترجمہ کا ابتدائیہ اور مؤمل بن سعید کے ترجمہ سے آخری الفاظ نقل کردیئے اس طرح امام بخاری کی مؤمل بن سعید پر جرح مؤمل بن اسماعیل کے ترجمہ کے آخر میں درج ہوگئی پھر اس کتاب کی تمام تہاذیب اور ان تہاذیب کے مؤلفین سے اس تسامح

کا صدور ہوتا رہا۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب)

(۲) امام بخاریؒ جس راوی کو منکر الحدیث قرار دیتے ہیں اس سے روایت لینا ان کے نزدیک قطعاً درست نہیں جیسا کہ امام ذہبیؒ ابان بن جبلہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اِنَّ الْبُخَارِیَّ قَالَ کُلُّ مَنْ قُلْتُ فِیْهِ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ فَلَا تَحِلُّ رِوَایَةُ عَنْهُ. [میزان الاعتدال: ج ا ص ۱۱۹]

حافظ ابن حجرؒ اسی خیال کا اظہار ''اللسان'' میں اس طرح فرماتے ہیں:

وَ هٰذَا الْقَوْلُ مَرْوِیٌّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ اَحْمَدَ الْخَفَّافِ عَنِ الْبُخَارِیِّ.

یعنی یہ قول امام بخاریؒ سے سندِ صحیح سے منقول ہے۔

واضح رہے کہ امام بخاریؒ نے مؤمل بن اسماعیلؒ سے تعلیقاً روایت نقل فرمائی ہے۔ [تہذیب التھذیب: ج ۱۰ ص ۳۳۹]

درج بالا دلائل سے یہ واضح ہوا کہ مؤمل بن اسماعیلؒ امام بخاریؒ کے نزدیک منکر الحدیث نہیں کیونکہ اگر موصوف ان کے نزدیک منکر الحدیث ہوتے تو امام بخاریؒ ان سے روایت نہ لیتے کیونکہ ایسے راوی سے روایت لینا ان کے نزدیک ہرگز درست نہیں۔

اعتراض

محمد بن نصر مروزیؒ کہتے ہیں کہ جس روایت کے بیان کرنے میں مؤمل بن اسماعیلؒ منفرد ہو اس روایت پر توقف لازم ہے۔

جواب:

عَلٰی صَدْرِہٖ کے الفاظ نقل کرنے میں مؤمل بن اسماعیلؒ منفرد نہیں کیونکہ جو الفاظ محترم سفیان ثوریؒ سے محترم یحییٰ بن سعیدؒ القطان حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں نقل کرتے ہیں وہی الفاظ محترم مؤمل بن اسماعیل محترم سفیانؒ ثوری سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں نقل کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ ''علی صدرہٖ'' کے

الفاظ نقل کرنے میں موصوف منفرد نہیں ہیں اس لیے یہ اعتراض باطل ہے۔

اس بحث سے یہ واضح ہوا کہ مؤمل بن اسماعیلؒ کی صرف قوت یادداشت پر کلام ہے۔ یاد رہے کہ اس قسم کے راوی کی روایت فی نفسہٖ حسن درجہ کی ہوتی ہے لیکن اس قسم کی روایت اس وقت صحت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے جب کوئی دوسری روایت اس کی شاہد ہو۔

جیسا کہ علامہ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

اِذَا كَانَ رَاوِیَ الْحَدِيْثِ مُتَأَخِّرًا عَنْ دَرَجَةِ اَهْلِ الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ غَيْرَ اَنَّهُ مِنَ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِالصِّدْقِ وَالسَّتْرِ وَ رُوِیَ مَعَ ذَالِکَ حَدِيْثُهُ مِنْ غَيْرِ وِجْهٍ فَقَدِ اجْتَمَعَتْ لَهُ الْقُوَّةُ مِنَ الْجِهَتَيْنِ وَ ذَالِکَ يُرَقِّي حَدِيْثُهُ مِنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ اِلٰى دَرَجَةِ الصَّحِيْحِ.

[مقدمہ ابن الصلاح: ص ۱۷]

”جس حدیث کا راوی حفظ و اتقان میں کمزور ہو مگر اس کا شمار محدثین کے اس گروہ سے ہوتا ہو جو صدق و ستر کے وصف سے معروف ہو اس قسم کی حدیث اگر کسی دوسرے طریق سے بھی مروی ہو تو اس حدیث کو طرفین سے قوت حاصل ہو جائے گی اس طرح یہ حدیث حسن کے درجہ سے بلند ہو کر صحت کا درجہ حاصل کر لے گی۔“

اسی حقیقت کو امام سیوطیؒ قدرِ تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

(اِذَا كَانَ رَاوِیَ الْحَدِيْثِ مُتَأَخِّرًا عَنْ دَرَجَةِ الْحَافِظِ وَالضَّابِطِ) مَعَ كَوْنِهِ (مَشْهُوْرٌ بِالصِّدْقِ وَالسَّتْرِ) وَ قَدْ عُلِمَ أَنَّ مَنْ هٰذَا حَالُهُ فَحَدِيْثُهُ حَسَنٌ (رُوِیَ حَدِيْثُهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ) وَلَا وَجْهًا وَاحِدًا آخَرًا كَمَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ تَعْلِيْلُ ابْنِ الصَّلَاحِ (قَوِیَ) بِالْمُتَابِعَةِ وَزَالَ مَا كُنَّا نَخْشَاهُ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ سُوْءِ الْحِفْظِ وَ انْجَبَرَ بِهَا ذَالِکَ النَّقْصُ الْيَسِيْرُ (وَارْتَفَعَ) حَدِيْثُهُ (مِنْ) دَرَجَةِ (الْحَسَنِ اِلٰى) دَرَجَةِ (الصَّحِيْحِ)...... مِثَالُهُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ

بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِيْ ذِكْرِ خَيْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاِنَّ اُبَيًّا هٰذَا ضَعَّفَهُ لِسُوْءِ حِفْظِهٖ اَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ وَالنَّسَائِيُّ وَ حَدِيْثُهٗ حَسَنٌ لٰكِنْ تَابَعَهٗ عَلَيْهِ اَخُوْهُ عَبْدُالْمُهَيْمِنِ فَارْتَقٰى اِلٰى دَرَجَةِ الصِّحَةِ [تقریب النووی مع تدریب الراوی: ص ۵۷]

''جس حدیث کا راوی حفظ وضبط میں اعلیٰ درجہ کے رواۃ سے کم ہو لیکن وہ صدق وستر کے وصف سے مشہور ہو تو ایسے راوی کی مرویات کو حسن تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر وہی حدیث کسی دوسرے طریق سے بھی مروی ہو اگرچہ دوسرا طریق ایک ہی ہو تو ایسی حدیث متابعت کی وجہ سے قوی ہو جائے گی اور ہم اس کے سوءِ حفظ کی وجہ سے جس چیز سے ڈرتے تھے وہ زائل ہو جائے گی اس طرح وہ معمولی کمی پوری ہو جائے گی اور حدیث حسن کے درجہ سے بلند ہو کر صحیح کا درجہ حاصل کرلے گی جیسا کہ ابی بن عباس نبی مکرم ﷺ کے گھوڑے کے اوصاف سے متعلق روایت کرتے ہیں۔ ابیؒ کے سوءِ حفظ کی وجہ سے انہیں امام احمدؒ، امام ابن معینؒ اور امام نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اس کی یہ روایت حسن ہے۔ اس روایت میں چونکہ اس کے بھائی عبدالمہیمنؒ نے اس کی متابعت کی ہے اس لیے اس کی یہ حسن روایت صحیح کا درجہ حاصل کرچکی ہے۔''

درج بالا بیانات سے یہ واضح ہوا کہ وہ روایت جس کے رواۃ میں سے کوئی راوی کمزور حافظہ رکھتا ہو لیکن وہ صدق ودیانت سے متصف ہو اس کی روایت فی نفسہٖ حسن ہوگی اور اگر کوئی دوسری روایت اس کی متابع یا شاہد ہو تو پھر ایسی روایت صحیح کہلائے گی۔ اس اصول کی روشنی میں یہ کہنا کہ صحیح ابن خزیمہ کی زیر مطالعہ حدیث صحیح ہے حقیقت کی عکاسی ہے۔

مؤمل بن اسماعیلؒ سے مروی روایات کو درج ذیل ماہرین فن نے صحیح یا حسن تسلیم کیا ہے۔

① امام بوصیریؒ فرماتے ہیں:

هٰذَا اِسْنَادُ حَسَنٌ مِنْ اَجْلِ مُؤَمَّلِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ.

[مصباح الزجاجة: ج۲ص۱۳۰]

''مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے یہ سند حسن ہے۔''

② امام حاکمؒ نے مؤمل بن اسماعیلؒ سے مروی حدیث کوامام مسلمؒ کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے۔ [مستدرک حاکم: کتاب الجنائز، ج۱ص۵۳۴]

امام ذہبیؒ نے تلخیص میں امام حاکمؒ کی تصحیح سے اتفاق کیا ہے۔

③ حافظ ابن حجرؒ نے مؤملؒ سے مروی روایت کوحسن تسلیم کیا ہے۔

[تلخیص الحبیر: ج۲ص۱۵۴]

④ علامہ الھیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں مؤمل بن اسماعیلؒ کوثقہ تسلیم کیا ہے۔

[مجمع الزوائد: ج۲ص۲۰۱]

⑤ ابن سید الناسؒ نے مؤملؒ کی اسی روایت کوصحیح تسلیم کیا۔

[مخطوطہ شرح ترمذی: ج۲ص۲۱۱]

متن حدیث پر اعتراض

مولوی محمد حنیف گنگوہی اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علاوہ ازیں اس کے متن میں بھی اضطراب ہے۔ ابن خزیمہ نے علی صدرہ روایت کیا ہے اور حافظ البزار نے عند صدرہ (كَمَا قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ) اور ابن ابی شیبہ نے تحت السرۃ۔ [غایۃ السعایہ: ج۳ص۴۱]

جواب: اس روایت میں اضطراب ہے یا کہ نہیں؟ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے مضطرب حدیث کی تعریف سے آگاہی ضروری ہے۔

(اَلْمُضْطَرِبُ هُوَ الَّذِيْ يُرْوىٰ عَلىٰ اَوْجهٍ مُخْتَلِفَةٍ) مِنْ رَاوِیْ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ اَوْاَكْثَرَ اَوْمِنْ رَاوِيَانِ اَوْرُوَاةٍ (مُتَقَارِبَةٍ) وَعِبَارَةُ ابْنِ الصَّلَاحِ مُتَسَاوِيَةٌ وَعِبَارَةُ ابْنِ جَمَاعَةَ مُتَقَاوِمَةٌ بِالْوَاوِ وَالْمِيْمِ اَیْ وَلَا مُرَجِّحَ (فَاِنْ رُجِّحَتْ اِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ) اَوِالرِّوَايَاتِ

(بِحِفْظِ رَاوِيْهَا) مَثَلاً (اَوْكَثْرَةِ صُحْبَتِهِ الْمَرْوِيْ عَنْهُ اَوْغَيْرِ ذَالِكَ) مِنْ وُجُوْهِ التَّرْجِيْحَاتِ (فَاِنَّ الْحُكْمَ لِلرَّاجِحَةِ (وَلاَ يَكُوْنُ الْحَدِيْثُ) مُضْطَرِباً لَا الرِّوَايَةَ الرَّاجِحَةَ كَمَاهُوَ الظَّاهِرُ وَلاَ الْمَرْجُوْحَةَ بَلْ هِيَ شَاذَةٌ اَوْمُنْكَرَةٌ.

[تقریب النووی مع شرح تدریب الراوی: ص ۹۳]

"مضطرب روایت وہ ہے جو مختلف الفاظ سے مروی ہو۔ایک راوی دو یا زیادہ مرتبہ متضاد الفاظ استعمال کرے، دو یا دو سے زیادہ رواۃ باہم اختلاف کریں بایں شرط کہ وہ امام نووی کے الفاظ میں متقارب، ابن صلاح کے الفاظ میں مساوی اور ابن جماعہ کے الفاظ میں متقاوم یعنی واؤ اور میم کے ساتھ ہوں اور ان میں سے کسی کو ترجیح حاصل نہ ہو اگر دو یا دو سے زیادہ روایات میں سے کسی ایک روایت کو اس کے راوی کے قوت حافظہ یا اپنے شیخ کے ساتھ کثرت تلمذ ہونے کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو یا دیگر اسباب کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو تو راجح کو شرف قبولیت کا حکم حاصل ہوگا اور وہ حدیث ہرگز مضطرب نہ ہوگی نہ راجح جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ مرجوح مضطرب ہوگی بلکہ وہ شاذ یا منکر ہوگی۔"

یعنی ایک راوی اپنے استاد سے کبھی کچھ الفاظ بیان کرے اور کبھی ان سے مختلف الفاظ استعمال کرے یا ایک شیخ کے متعدد تلامذہ باہم متضاد الفاظ بیان کریں تو ایسی روایت اس وقت مضطرب کہلائے گی جب ان میں کوئی ترجیح کی صورت نہ ہو، ترجیح کی صورتیں درج ذیل ہیں۔

① ان تلامذہ میں سے کوئی ایک شاگرد مضبوط ترین حافظے کا مالک ہو۔

② ان میں سے کوئی شاگرد اپنے استاد کی صحبت میں عرصہ دراز تک رہا ہو۔

③ ایک سے زیادہ تلامذہ ایک جیسے الفاظ بیان کریں جبکہ ایک آدھ ان سے مختلف

الفاظ استعمال کرے۔

آیئے! اس تعریف کی روشنی میں زیر مطالعہ روایت کے مختلف طرق کا جائزہ لیں۔

حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے مصدقہ نسخہ میں وضع الیدین کے محل کی تعیین کے بغیر منقول ہے، اس روایت کے آخر میں ''تحت السرۃ'' کی زیادتی کا انکشاف سب سے پہلے قاسم بن قطلو بغا حنفیؒ نے تخریج حدیث الاختیار میں کیا اور کہا کہ اس کی سند جید ہے، ان سے پہلے متعدد علماء احناف (ابن الھمام حنفیؒ، علامہ عینی حنفیؒ ابن امیر الحاج حنفیؒ، ابراہیم حلبی حنفیؒ اور صاحب البحر حنفیؒ) نے حنفی مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے اس مسئلہ پر متعدد ضعیف احادیث و آثار نقل کیے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کو بطور استشہاد یا بطور حجت پیش نہیں کیا حالانکہ ان حضرات کی مصنف ابن ابی شیبہ پر گہری نظر تھی اگر اس وقت تک مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ان الفاظ کی زیادتی کے ساتھ موجود ہوتی تو یہ حضرات اس حدیث کو اپنے مسلک کی تائید میں ضرور پیش کرتے۔ ان حضرات کا اس حدیث کی طرف عدم التفات اس حقیقت کا کھلا اعتراف ہے کہ اس وقت تک مصنف ابن ابی شیبہ کسی ناقل کی غفلت یا مسلکی تعصب کی بھینٹ نہیں چڑھا تھا۔ بعد میں کسی کاتب کی غلطی سے حدیث و اثر باھم خلط ملط ہو گئے یا غیر مری ہاتھ کے تحریری شاخسانے کی کرامت نے ان الفاظ کو جنم دیا اور ایسا ہی کوئی نسخہ قاسم بن قطلو بغا کے زیر مطالعہ رہا۔ کاتب سے یہ تسامح بعید نہیں کیونکہ مرفوع حدیث کے متصل بعد ابراہیم نخعی کا اثر موجود ہے جس کے آخر میں تحت السرۃ کے الفاظ ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف علامہ حیات سندھیؒ حنفی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَرَوَىٰ هٰذَا الْحَدِيْثَ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَرَوَىٰ بَعْدَهُ اَثَرَ النَّخْعِيِّ وَلَفْظُهُمَا قَرِيْبٌ وَفِي آخِرِ الْاَثَرِ لَفْظُ ''تَحْتَ السُّرَّةِ'' وَاخْتَلَفَتْ نُسَخُهُ فَفِي الْبَعْضِ ذُكِرَ الْحَدِيْثُ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ مَحَلِّ الْوَضْعِ مَعَ وُجُوْدِ الْاَثَرِ الْمَذْكُوْرِ وَفِي الْبَعْضِ وَقَعَ الْحَدِيْثُ

الْمَرْفُوْعُ بِزِيَادَةِ لَفْظِ "تَحْتَ السُّرَّةِ" بِدُوْنِ اَثَرِ النَّخْعِيِّ

[درۃ فی اظہار غش نقد الصرۃ]

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے بعد ابراہیم کا اثر نقل کیا ہے ان دونوں کے شروع کے الفاظ تقریبا ایک جیسے ہیں لیکن اثر کے آخر میں لفظ تحت السرۃ موجود ہے، مصنف ابن ابی شیبہ کے مخطوطے کئی ہیں، کسی مخطوطہ میں محل وضع کا مطلق ذکر نہیں اور اس میں ابرہیم نخعیؒ کا اثر مع لفظ تحت السرۃ موجود ہے اور کسی مخطوطے میں مرفوع حدیث کے آخر میں لفظ تحت السرۃ موجود ہے مگر اس میں ابراہیمؒ کا اثر غائب ہے۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ مرفوع حدیث کے آخر میں ''تحت السرۃ'' کا اضافہ غیر محفوظ ہے اس لیے ان الفاظ کو بطور تعارض پیش کرنا درست نہیں۔

جہاں تک ابن خزیمہ اور مسند البزار میں ''علی صدرہٖ'' اور ''عند صدرہٖ'' کے اختلاف کی بات ہے تو یہ کوئی ایسا اختلاف نہیں جس کی وجہ سے زیر بحث حدیث کو مضطرب کہہ کر مسترد کر دیا جائے کیونکہ اس قسم کا لفظی اختلاف احناف کی نامور کتب میں بھی موجود ہے۔ بطور نمونہ ایک مقام پیش خدمت ہے:

(تَضَعُ الْمَرْاَةُ وَالْخُنْثٰى الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ ثَدْيِهَا) كَذَا فِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمُنْيَةِ وَفِيْ بَعْضِهَا عَلٰى ثَدْيِهَا قَالَ فِى الْحِلْيَةِ وَكَانَ الْاَوْلٰى اَنْ يَّقُوْلَ عَلٰى صَدْرِهَا كَمَا قَالَهُ الْجَمُّ الْغَفِيْرُ لَا عَلٰى ثَدْيِهَا وَاِنْ كَانَ الْوَضْعُ عَلَى الصَّدْرِ قَدْ يَسْتَلْزِمُ ذَالِكَ بَعْضَ سَاعِدِ كُلِّ يَدٍ عَلَى الثَّدْيِ [رد المحتار علی الدر المختار: ج۲ ص۱۸۸]

''عورت اور ہجڑا ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر انھیں پستان کے نیچے رکھ لیں اور منیہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ پستان کے اوپر رکھیں، حلیہ میں ہے کہ بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ سینے پر رکھیں جیسا کہ جم غفیر کا قول ہے کیونکہ جب سینے پر ہاتھ ہونگے تو کلائی کا کچھ حصہ لازماً پستان پر ہوگا''۔

واضح رہے کہ منیہ کے نسخوں کے لفظی اختلاف کو جس طرح علامہ ابن عابدینؒ نے حل کیا ہے اسی طرح ''علی صدرہ'' اور ''عند صدرہ'' کے لفظی اختلاف کو بھی حل کیا جا سکتا ہے یعنی یہ کہا جائے کہ ہاتھ سینے کے اس حصہ پر رکھیں جو فم معدہ کے ساتھ ملا ہوا ہے اس طرح کلائیوں کا بعض حصہ یقیناً سینے کے نزدیک ہوگا اور بعض حصہ سینے کے اوپر ہوگا۔

اعتراض: مولوی عبدالعزیز دیوبندی اور مولوی محمد حنیف گنگوہی نے اس حدیث پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت حدیث میں موجود ہے۔

جواب: اس سلسلے میں علماء احناف بغیر سند کے ایک روایت نقل کرتے ہیں، کچھ حضرات بغیر حوالے کے نقل کرتے ہیں اور بعض نے یہ روایت حافظ ابن قیمؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ یاد رہے کے حافظ ابن قیمؒ نے بھی اس روایت کو بغیر سند کے نقل کیا ہے، اس روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰی عَنِ التَّكْفِیْرِ.

راقم نے اس حدیث کا ماخذ اور سند تلاش کرنے کی بسیار کوشش کی مگر تا حال کامیابی نہیں ہوسکی اس لیے اس روایت کی استنادی حیثیت پر کچھ عرض کرنے سے قاصر ہوں البتہ علماء احناف اور علامہ ابن قیمؒ نے لفظ ''تکفیر'' کو جس معنی سے آراستہ کیا ہے وہ محل نظر ہے یعنی وہ فرماتے ہیں ''اَلتَّكْفِیْرُ وَهُوَ وَضْعُ الْیَدِ عَلَی الصَّدْرِ'' تکفیر سے مراد سینے پر ہاتھ رکھنا ہے جبکہ اس لفظ کا مکمل معنی سینے پر ایک ہاتھ رکھ کر غیر اللہ کے لیے تعظیماً جھکنا ہے، جیسا کہ لغات کی کتابوں میں موجود ہے۔

كَفَّرَ لَهٗ: خَضَعَ بِاَنْ یَّضَعَ یَدَهٗ عَلٰی صَدْرِهٖ وَیُطَاْطِئَ رَاْسَهٗ [المنجد]

''وہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر اس طرح جھکا کہ اس نے اپنا سر نیچا کر لیا''۔

كَفَّرَ لِسَیِّدِهٖ: اِنْحَنٰی وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی صَدْرِهٖ وَطَاْطَاَ رَاْسَهٗ كَالرُّكُوْعِ تَعْظِیْمًا لَهٗ [المعجم الوسیط]

''اس نے اپنے آقا کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ کر

اپنے سر کو رکوع کی مثل اس کے سامنے خم کر دیا۔"

اَلتَّکْفِیْرُ لِاَهْلِ الْکِتَابِ اَنْ یُّطَاْطِیَٔ اَحَدُهُمْ رَأْسَهُ لِصَاحِبِهٖ کَالتَّسْلِیْمِ عِنْدَنَا وَقَدْ کَفَّرَلَهُ وَالتَّکْفِیْرُ اَنْ یَّضَعَ یَدَهُ اَوْ یَدَیْهِ عَلٰی صَدْرِهٖ لَعَلَّ اَصْلُهُ التَّکْبِیْرُ وَالتَّعْظِیْمُ وَاُبْدِلَتِ الْبَآءُ فَاءً فَصَارَ التَّکْفِیْرَ [فقہ اللسان]

"تکفیر اھل کتاب سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے کوئی اپنے آقا کے سامنے اپنا سر ایسے جھکائے جیسے ہمارے نزدیک ایک دوسرے کو سلام کرنا ضروری ہے جبکہ تکفیر سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر ایسا کرے، ہوسکتا ہے کہ تکفیر کا اصل تکبیر و تعظیم ہو اور با کو فا سے تبدیل کر دیا گیا ہو"۔

اَلتَّکْفِیْرُ: هُوَاَنْ یَّنْحَنِیَ الْاِنْسَانُ وَیُطَاْطِئَی رَأْسَهُ قَرِیْبًا مِنَ الرُّکُوْعِ کَمَا یَفْعَلُ مَنْ یُّرِیْدُ تَعْظِیْمَ صَاحِبِهٖ ......قِیْلَ هُوَمِنَ التَّکْفِیْرِ الذُّلُّ وَالْخُضُوْعُ. [النھایہ لابن اثیر: ج۴ص۱۶۳]

"کسی انسان کا اپنے سر کو کسی دوسرے انسان کی تعظیم کی خاطر رکوع کی مانند جھکانا"۔

تَکْفِیْرًا اَنَّهُ کَانَ یَکْرَهُ التَّکْفِیْرَ فِی الصَّلَاةِ وَهُوَ الْاِنْحَاءُ الْکَثِیْرُ فِیْ حَالَةِ الْقِیَامِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ. [النھایۃ لابن اثیر: ج۴ص۱۶۴]

"ابو معشر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تکفیر کو ناپسند کرتے تھے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ رکوع سے قبل حالت قیام میں بہت زیادہ جھکنے کو تکفیر کہتے ہیں۔"

مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے صحیح ہو یا غیر صحیح لیکن اس سے چند حقائق ضرور واضح ہوتے ہیں۔

① سینے پر ہاتھ رکھنا تعظیم کی ایک شکل ہے۔

② سینے پر ہاتھ رکھ کر سلام کا عندیہ دینا اھل کتاب کی رسم بد ہے۔

③ حالت قیام میں بہت زیادہ جھکنا نامناسب ہے۔

دلیل نمبر۲

اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّوفِيُّ اَنْبَأَ اَحْمَدُ بْنُ عَدِيِّ الْحَافِظُ ثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اَوْ حِيْنَ نَهَضَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ الْمِحْرَابَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ بِالتَّكْبِيْرِ ثُمَّ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى يَسَارِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ [السنن الکبری للبیہقی: ج۲ص ۳۱۷]

''حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ مسجد کا رخ فرما چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند امامت پر پہنچ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر تحریمہ کہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انھیں سینے پر رکھ لیا''۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحتاً حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث حضرت کلیب اور محترمہ ام یحیٰ زوجہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں اور محترمہ سے ان کے لخت جگر محترم عبدالجبار بن وائل بیان کرتے ہیں۔

عبدالجبار رحمہ اللہ بن وائل رضی اللہ عنہ ماہرین کی نظر میں

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

كَانَ ثِقَةً اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ وَ يَتَكَلَّمُوْنَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْقَهُ. [الطبقات الکبریٰ: ج۶ ص ۳۱۲]

عبدالجبار بن وائل ثقہ راوی ہیں ان سے کم روایات مروی ہیں اور جو روایات وہ براہ راست اپنے والد سے نقل کرتے ہیں ماہرین فن نے ان پر جرح کی ہے ان کا کہنا ہے کہ ان کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔

قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ :رَوىٰ عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

[الجرح والتعدیل: ج۶ص۳۰]

عَنْ يَحْيىٰ بْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهُ قَالَ: عَبْدُالْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ ثِقَةٌ. [ایضاً]

قَالَ الدَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ: ثَبْتٌ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ شَيْأً.

[تہذیب التہذیب: ج۶ص۹۵]

''امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں ان کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں، امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں وہ ثقہ اور ثبت ہیں لیکن انہوں نے اپنے والد سے براہ راست کچھ نہیں سنا۔''

درج بالا بیانات سے یہ واضح ہوا کہ عبدالجبارؒ بن وائل فی نفسہ ثقہ اور ثبت ہیں تاہم ان کی وہ روایات محل نظر ہیں جو وہ اپنے والد سے براہ راست کرتے ہیں یاد رہے کہ زیر بحث روایت محترم عبدالجبار اپنے والد سے براہ راست نہیں بلکہ اپنی والدہ ماجدہ محترمہ ام یحییٰؒ کے توسط سے کرتے ہیں۔

سعیدؒ بن عبدالجبار محدثین کی نظر میں

رَوىٰ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِالْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَمِّهٖ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ رَوىٰ عَنْهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَرَشِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حُجْرِ بْنِ عَبْدِالْجَبَّارِ سَمِعْتُ اَبِي يَقُوْلُ ذَالِكَ. [الجرح والتعدیل: ج۴ص۴۳]

''یہ اپنے والد اور اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے عبداللہؓ بن عمر اور محمد بن حجرؒ روایت کرتے ہیں۔''

ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ. [کتاب الثقات: ج۶ص۳۵۰]

''امام ابن حبانؒ نے انھیں کتاب الثقات میں بیان کیا ہے''۔

محمد بن حجرؒ ماہرین کی نظر میں

امام ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں:

سُئِلَ اَبِیْ عَنْهُ فَقَالَ کُوْفِیٌّ شَیْخٌ [الجرح والتعدیل: ج ۷ص ۲۳۹]

''میرے والد سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کوفہ کے باشندے اور شیخ ہیں''۔

ابراہیم بن سعیدؒ کا تعارف

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ نامور حافظ الحدیث ہیں۔ آپ سفیان بن عیینہؒ اور ابو معاویہؒ کے شاگرد خاص ہیں، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابوداوٗدؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ، امام ابوحاتمؒ اور حافظ ابن صاعدؒ وغیرھم محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ [میزان الاعتدال: ج ۱ص ۱۵۵]

ابن صاعدؒ کا تعارف

امام ذہبیؒ ان کا تعارف اس طرح کرواتے ہیں:

مَوْلٰی اَبِیْ جَعْفَرَ الْمَنْصُوْرِ الْحَافِظُ الْاِمَامُ الثِّقَةُ اَبُوْمُحَمَّدٍ الْهَاشِمِیُّ لِاَبْنِ صَاعِدٍ کَلَامٌ مَتِیْنٌ فِی الرِّجَالِ وَالْعِلَلِ یَدُلُّ عَلٰی تَبَحُّرِهٖ .

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں:

ثِقَةٌ ثَبْتٌ حَافِظٌ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَانَ الشِّیْرَازِیُّ هُوَ اَکْثَرُ حَدِیْثًا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ الْبَاغَنْدِیِّ ...... قَالَ اَبُوْ عَلِیِّ النَّیْشَابُوْرِیُّ لَمْ یَکُنْ بِالْعِرَاقِ فِیْ اَقْرَانِ ابْنِ صَاعِدٍ اَحَدٌ فِیْ فَهْمِهٖ ...... [تذکرۃ الحفاظ: ج ۲ص ۷۷۶]

''یحییٰ بن محمد بن صاعدؒ حافظ الحدیث، ماہر فن اور ثقہ ہیں۔ رجال وعلل میں وہ پختہ اور مہارت تامہ رکھتے ہیں جو ان کے تبحر علمی کی جیتی جاگتی دلیل ہے،

امام دارقطنیؒ نے انھیں ثقہ، ثبت اور حافظ الحدیث قرار دیا ہے، احمد بن عبدانؒ کہتے ہیں کہ محمد بن محمد باغندیؒ سے بڑھ کر حدیث کے حافظ تھے۔ امام ابوعلیؒ فرماتے ہیں کہ عراق میں ان کا کوئی ہم عصر علم وفہم میں ان کا ہمسر نہ تھا۔ ہمارے نزدیک فہم کا مقام حفظ سے بڑھ کر ہے۔"

ابواحمد بن عدیؒ کا تعارف

امام ذھبیؒ ان کا تعارف درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اَلْإِمَامُ الْحَافِظُ الْكَبِيْرُ اَبُوْ اَحْمَدُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَدِيّ وَيُعْرَفُ اَيْضًا بَابْنِ الْقَطَّانِ صَاحِبِ كِتَابِ كَامِلٍ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ.

[تذکرۃ الحفاظ: ج۳ص۹۴۰]

"ان کا نام ابواحمد عبداللہ بن عدیؒ آپ ابن قطان کے نام سے مشہور ہیں آپ احادیث کے بہت بڑے حافظ اور امام ہیں آپ علم الرجال میں "کامل" نامی کتاب کے مؤلف ہیں۔"

احمد بن محمد الصوفیؒ

راقم ان کے احوال سے آگاہ نہیں، اگر ان کے احوال تک رسائی ممکن نہ رہی تو بھی کوئی فرق نہیں کیونکہ امام طبرانیؒ نے اسی روایت کو درج ذیل سند سے نقل کیا ہے:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّهِ اُمِّ يَحْيٰى عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اه [المعجم الکبیر: ج۲۲ص۵۰]

اعتراض: امام نسائیؒ نے سعید بن عبدالجبارؒ کو "لیس بالقوی" کہا ہے۔

جواب: سعید بن عبدالجبارؒ کو امام ابن حبانؒ نے ثقہ اور امام نسائیؒ نے لیس بالقوی کہا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ جب ایک راوی کے بارے میں ماہرین فن متضاد آراء رکھتے ہوں تو

اس صورت میں ترجیح کی صورتیں کیا ہوں گی۔

جرح مفسر ہو

علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی اس امر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفِی "اِمْعَانِ النَّظَرِ بِشَرْحِ شَرْحِ نُخْبَةِ الْفِكْرِ" اَكْثَرُ الْحُفَّاظِ عَلٰی قُبُوْلِ التَّعْدِيْلِ بِلَاسَبَبٍ وَعَدَمِ قُبُوْلِ الْجَرْحِ اِلَّا بِذِكْرِ السَّبَبِ. انتھٰی.

وَفِی " شَرْحِ نُخْبَةِ الْفِكْرِ " لِعَلِيِّ الْقَارِیُّ: اَلتَّجْرِيْحُ لَا يُقْبَلُ مَالَمْ يُبَيَّنْ وَجْهُهٗ بِخِلَافِ التَّعْدِيْلِ فَاِنَّهٗ يَكْفِی فِيْهِ اَنْ يَّقُوْلَ عَدْلٌ اَوْثِقَةٌ مَثَلاً. انتھٰی

وَفِی " شَرْحِ الْاِمَامِ بِاَحَادِيْثِ الْاَحْكَامِ" لِابْنِ دَقِيْقِ الْعِيْدِ بَعْدَ اَنْ يُوَثَّقَ الرَّاوِیُّ مِنْ جِهَةِ الْمُذَكِّيْنَ قَدْيَكُوْنُ الْجَرْحُ مُبْهَمًا فِيْهِ غَيْرُ مُفَسَّرٍ وَ مُقْتَضٰی قَوَاعِدِ الْاُصُوْلِ عِنْدَ اَهْلِهٖ اَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ الْجَرْحُ اِلَّا مُفَسَّرا. انتھٰی [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ص۱۴]

شرح نخبۃ الفکر کی شرح امعان النظر میں ہے کہ اکثر حفاظ کرام کا کہنا ہے کہ تعدیل بلاشبہ بلاسبب قابل قبول ہوگی جبکہ جرح فقط اسی وقت مقبول ہوگی جب سبب ذکر ہوگا۔

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت تک قبول نہ کی جائے جب تک اس کا سبب مذکور نہ ہو جبکہ تعدیل کے لیے فقط اتنا ہی کافی ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ عادل یا ثقہ ہے۔ علامہ ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ماہرین فن کسی راوی کو ثقہ قرار دیتے ہیں جبکہ اس کے بارے میں کسی طرف سے مبہم اور غیر مفسر جرح بھی ہوتی ہے ایسی صورت میں ماہرین فن کے وضع کردہ قواعد وضوابط کی روشنی میں غیر مفسر جرح قبول نہ ہوگی۔

درج بالا بیانات کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ سعید بن عبدالجبارؒ کے بارے امام ابن حبانؒ کا قول (ثقہ کہنا) راجح ہے۔

② مزکی اور جارح جب دونوں متشدد ہوں تو اس صورت میں مزکی کا قول مقبول اور جارح کا قول مردود ہوگا۔ جیسا کہ معروف حنفی عالم علامہ عبدالحی حنفیؒ فرماتے ہیں:

فَمِثْلُ هٰذَا الْجَارِحِ تَوْثِيقُهُ مُعْتَبَرٌ وَجَرْحُهُ لَا يُعْتَبَرُ اِلَّا اِذَا وَافَقَ غَيْرُهُ مِمَّنْ يُنْصِفُ وَيُعْتَبَرُ فَمِنْهُمْ اَبُوْحَاتِمٍ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَعِيْنٍ وَابْنُ الْقَطَّانِ وَيَحْيَى الْقَطَّانُ وَابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُمْ فَاِنَّهُمْ مَعْرُوْفُوْنَ بِالْاِسْرَافِ فِي الْجَرْحِ [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل:ص ۳۸]

''متشدد جارح کی توثیق علی الاطلاق مقبول ہوگی جبکہ اس کی جرح فقط اسی صورت میں مقبول ہوگی جب کوئی دوسرا معتدل ماہر فن اس کی موافقت کرے گا۔ امام ابوحاتمؒ، امام نسائیؒ، امام ابن معینؒ، امام احمد بن عدیؒ، یحییٰ بن سعید القطانؒ اور ابن حبانؒ وغیرہم کا شمار متشددین میں ہوتا ہے''۔

درج بالا بیان سے بھی یہ واضح ہوا کہ سعید بن عبدالجبارؒ کے بارے میں ابن حبانؒ کا قول معتبر ہے۔

③ الفاظ توثیق کے چھ مراتب ہیں جبکہ لفظ ''ثقہ درمیانہ درجہ ہے اس کے برعکس الفاظ جرح کے بھی چھ مراتب ہیں جبکہ لفظ ''لیس بالقوی'' سب سے کم درجہ کی جرح ہے، اس طرح الفاظ جرح وتعدیل کے پیش نظر بھی ابن حبانؒ کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔

اعتراض: محمد بن حجر کے بارے میں امام بخاریؒ نے ''فِيهِ بَعْضُ النَّظَرِ'' جبکہ امام ذہبی نے ''لَهُ مَنَاكِيرُ'' کہا ہے۔

جواب: امام ابوحاتمؒ نے محمد بن حجرؒ کی تعدیل بیان کی ہے جبکہ امام بخاریؒ نے ان پر جرح کی ہے۔

امام ابوحاتمؒ کا شمار متشددین میں ہوتا ہے ان کی توثیق بلاشرط قابل اعتماد ہے، امام بخاریؒ نے محمد بن حجر پر سخت جرح کی ہے تاہم اس جرح میں کسی دوسرے نے امام بخاریؒ کی موافقت نہیں کی۔ واضح رہے کہ علامہ ہاشم سندھی حنفی نے امام بخاری کو بھی متشددین میں

شمار کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْبُخَارِيَّ مُتَشَدِّدٌ فِيْ اَمْرِ الْجَرْحِ غَايَةَ التَّشْدِيْدِ.

[معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد]

''یہ حقیقت کوئی راز نہیں کہ امام بخاریؒ جرح کے معاملے میں بہت متشدد تھے اگر موصوف کا یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے تو پھر ابو حاتمؒ کے بیان کو برتری حاصل ہے''۔

امام ذھبیؒ نے ان پر جو جرح کی ہے وہ انتہائی کم درجہ کی جرح ہے ایسی جرح کے بارے میں علامہ عبدالحی حنفی فرماتے ہیں:

قَالَ السَّخَاوِيُّ فِي ''فَتْحِ الْمُغِيْثِ'' قَالَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ فِي ''شَرْحِ الْاَلْمَامِ'' قَوْلُهُمْ رَوٰى مَنَاكِيْرَ لَا يَقْتَضِي بِمُجَرَّدِ تَرْكِ رِوَايَتِهٖ حَتّٰى تَكْثُرَ الْمَنَاكِيْرُ فِيْ رِوَايَتِهٖ وَيَنْتَهِيَ اِلٰى اَنْ يُّقَالَ فِيْهِ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ مُنْكَرَ الْحَدِيْثِ وَصْفٌ فِي الرِّجَالِ يَسْتَحِقُّ بِهِ التَّرْكُ لِحَدِيْثِهٖ [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ص۲۹]

''امام سخاویؒ ''فتح المغیث'' میں اور امام ابن دقیق العید ''شرح الالمام'' میں فرماتے ہیں کہ ناقد کا یہ قول کہ وہ مناکیر بیان کرتا ہے اس راوی کی روایات کو ترک کرنے کا سبب نہیں بنتا جب تک کہ وہ بہت زیادہ مناکیر روایت کرے اور اسے محدثین منکر الحدیث کے نام سے یاد کریں کیونکہ منکر الحدیث رواۃ کا ایسا وصف ہے جو ان کی مرویات کو ترک کرنے کا سبب بنتا ہے''۔

دلیل نمبر۳

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكٌ عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ وَرَاَيْتُهٗ قَالَ يَضَعُ

هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ وَوَصَفَ يَحْيٰى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ فَوْقَ الْمِفْصَلِ. [مسند احمد: ج۸ص۲۲۵]

امام ابن جوزی نے اس روایت کو اپنی سند سے اس طرح بیان کیا ہے:

اَخْبَرَنَا ابْنُ الْحُصَيْنِ قَالَ اَنْبَأَنَا ابْنُ الْمُذْهِبِ قَالَ اَنْبَأَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكٌ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ وَوَصَفَ يَحْيٰى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمِفْصَلِ. [التحقیق لابن جوزی: ج۱ص۳۳۸]

''حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ دائیں اور بائیں ہر دو اطراف سے پھرتے تھے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس ہاتھ کو اس ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر رکھ لیا۔ یحییٰ بن سعید بیان فرماتے ہیں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انھیں اپنے سینے پر رکھ لیا۔''

امام ترمذیؒ نے بھی اس روایت کو اسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے کم از کم ایک نسخہ میں بھی وہی متن ہے جسے امام احمدؒ نے مسند احمد میں بیان کیا ہے۔ جیسا کہ محدث عبدالحق فرماتے ہیں:

وهمچنیں روایت کرد ترمذی از قبیصه بن هلب ازپدرش که گفت دیدم رسول خدا ﷺ که می نهاد دست خود را دابر سینه خود. [شرح سفر السعادت: ص۴۴]

''امام ترمذیؒ قبیصہ بن ھلب کے توسط سے حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے ہوئے تھے۔''

رواۃ حدیث کا تعارف

قبیصہ بن ھلب رحمہ اللہ کا تعارف

قبیصہ بن ھلب: امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُبَيْصَةُ بْنِ هُلْبِ الطَّائِيُّ كُوْفِيٌّ وَاسْمُ هُلْبٍ يَزِيْدُ بْنُ قُنَانَةَ وَرَوَى عَنْ اَبِيْهِ وَاَبُوْهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَرَوَى عَنْهُ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ ذَالِكَ. [الجرح والتعدیل: ج ۷ ص ۱۲۵]

"محترم قبیصہ رحمہ اللہ ھلب طائی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اور کوفہ کے باسی تھے ان کے والد کا اصل نام یزید بن قنانہ ہے موصوف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے ان سے سماک بن حرب روایت کرتے ہیں، ان کے بارے میں یہ سب کچھ میں نے اپنے والد سے سنا ہے"۔

قَالَ الْعِجْلِيُّ ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ مَعَ تَصْحِيْحِ حَدِيْثِهِ. [میزان الاعتدال: ج ۵ ص ۴۶۶]

"امام عجلی اور امام حبان نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حبان نے ان کی حدیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔"

سماک بن حرب رحمہ اللہ کا تعارف

قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: خُذُوا الْعِلْمَ مِنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ...... قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ. قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ: صَدُوْقٌ. قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ اَصْلَحُ حَدِيْثًا مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ وَذَالِكَ اَنَّ عَبْدَالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ الْحُفَّاظُ.

[الجرح والتعدیل: ج ۴ ص ۲۷۹]

"امام ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ سماک بن حرب سے علم حاصل کرو۔ امام یحییٰ

بن معینؒ انھیں ثقہ اور امام ابو حاتمؒ "صدوق قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ انہیں روایت حدیث میں عبدالملک بن عمیرؒ سے بہتر قرار دیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ عبدالملک کے بارے میں ماہرین فن مختلف آراء رکھتے ہیں۔"

قَالَ الْعِجْلِيُّ: جَائِزُ الْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فِيْ عِكْرَمَةَ قَالَ عَلِيُّ بْنِ مَدِيْنِي رِوَايَةُ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرَمَةَ مُضْطَرِبَةٌ قَالَ يَعْقُوْبُ وَرِوَايَتُهٗ عَنْ عِكْرَمَةَ خَاصَّةً مُضْطَرِبَةٌ وَهُوَفِي غَيْرِ عِكْرَمَةَ صَالِحٌ قَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ، قَالَ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ كَانَ رَجُلًا مَشْهُوْرًا لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَكَهٗ. [تہذیب التہذیب: ج۴ص۲۰۵]

امام عجلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ عکرمہؒ کے ماسوا جائز الحدیث ہیں۔ امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی مرویات وہی مضطرب ہیں جو وہ عکرمہؒ سے بیان کرتے ہیں امام یعقوبؒ کہتے ہیں کہ ان کی وہ روایات جو وہ عکرمہؒ سے بیان کرتے ہیں ان میں اضطراب ہے اور دیگر اساتذہ سے ان کی روایات درست ہیں۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں ان کی روایات قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام البزارؒ فرماتے ہیں وہ نامور آدمی تھے میری معلومات کے مطابق انہیں کسی نے غیر معتبر سمجھ کر نہیں چھوڑا۔

سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ: يَجْعَلُوْنَهَا عَنْ عِكْرَمَةَ. [میزان الاعتدال: ج۳ص۲۳۷]

"امام سفیانؒ اور امام شعبہؒ ان کی فقط ان روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں جو وہ عکرمہؒ سے بیان کرتے ہیں۔"

قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ شَيْبَةَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ قَدِيْمًا مِثْلُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ فَحَدِيْثُهُمْ عَنْهُ صَحِيْحٌ مُسْتَقِيْمٌ وَالَّذِي قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا نَرىٰ فِيْمَنْ سَمِعَ مِنْهُ بِآخِرِهٖ. [تہذیب التہذیب: ج۴ص۲۰۵]

"امام یعقوب بن شیبہؒ کہتے ہیں کہ امام شعبہؒ اور امام سفیان ثوریؒ نے ان سے پہلے سماعت حدیث کی ہے اس لیے ان کی احادیث صحیح و مستقیم ہیں۔

امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں ہمیں ان کی فقط ان احادیث کے بارے میں تردد ہے جو ان سے ان کے تلامذہ نے ان کی آخری عمر میں سنی ہیں۔''

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں:

جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ ثَوْرٍ وَاشْعَثُ بْنُ اَبِی شَعْثَاءَ الْمَحَارِبِیُّ وَسِمَاکُ بْنُ حَرْبٍ فَھٰؤلآءِ ثَلاثَۃٌ مِنْ اَجِلَّۃِ رُوَاۃِ الْحَدِیْثِ. [ابن خزیمہ: ج۱ص۲۱]

''محترم جعفرؒ، محترم اشعثؒ اور محترم سماک بن حربؒ یہ تینوں حدیث کے بڑے عظیم المرتبت راوی ہیں۔''

یحییٰ بن سعیدؒ کا تعارف

عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ مَارَاَیْتُ اَثْبَتَ مِنْ یَحْیٰی الْقَطَّانِ ...... قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ :سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی الْقَطَّانُ مَارَاَیْتُ عَیْنَایَ مِثْلَہٗ ...... قَالَ ابْنُ مَھْدِی: لَا تَریٰ عَیْنَاکَ مِثْلَہٗ وَقَالَ الدَّوْرِیُّ عَنِ ابْنِ مَعِیْنٍ عَنِ ابْنِ مَھْدِی مِثْلَہٗ. [تہذیب التہذیب: ج۱۱ص۱۹۱]

''امام علی بن مدینیؒ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن سعیدؒ سے بڑھ کر ثقہ نہیں دیکھا۔ امام احمدؒ کے لخت جگر عبداللہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میں نے یحییٰؒ سے فیض حاصل کیا ہے میری آنکھوں نے ان جیسا عظیم تر شخص نہیں دیکھا۔ امام عبدالرحمٰنؒ بن مھدی کہتے ہیں تمہاری آنکھوں نے ان جیسا عظیم تر شخص نہیں دیکھا ہوگا۔

اس حدیث پر اعتراضات اور جوابات

اعتراض نمبر۱: جس طرح ابن ابی شیبہ سے مروی حدیث کو ابن الھمامؒ، عینیؒ، ابن امیر الحاجؒ، ابراہیم حلبیؒ، صاحب البحرؒ اور ملا علی قاریؒ نے نقل نہیں کیا اسی طرح حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ سے مروی مسند احمد کی اس روایت کو نوویؒ، حافظ ابن حجرؒ اور علامہ ہیثمیؒ نے نقل نہیں کیا حالانکہ علامہ ابن حجرؒ نے ۵۳ مجالس میں اول تا آخر مسند احمد اپنے چچا کو سنائی تھی۔

جواب: امام نوویؒ نے تو شاید اس روایت کو نقل نہیں کیا لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث

کو فتح الباری میں درج کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

قَدْرَوَی ابْنُ خُزَیْمَةَ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ وَضَعَهُمَا عَلٰی صَدْرِهٖ وَالْبَزَّارُ عِنْدَ صَدْرِهٖ وَعِنْدَ اَحْمَدَ فِیْ حَدِیْثِ هُلْبِ الطَّائِیِّ نَحْوَهٗ

[فتح الباری: ج ۲ ص ۲۲۴]

اس روایت کو ابن خزیمہؒ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھا اور امام البزارؒ فرماتے ہیں کہ سینے کے نزدیک رکھا جبکہ امام احمد نے حضرت ہلب طائی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ البتہ اطراف مسند میں حافظ ابن حجرؒ نے یہ الفاظ نقل نہیں کئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وجہ سے ذکر ہونے سے رہ گئے ہوں البتہ فتح الباری کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسند احمد کی اس روایت پر ان کی نظر تھی۔ علامہ ہیثمیؒ نے اس روایت کو مجمع الزوائد میں نقل نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ موصوف نے مجمع الزوائد میں فقط وہ روایات درج کی ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں یہ روایت عبدالحق محدث حنفیؒ کے قول کے مطابق ترمذی میں بھی علی صدرہٖ کے الفاظ سے مروی ہے لہٰذا یہ حدیث زوائد میں شمار نہیں ہوتی اس لیے موصوف نے اس روایت کو مجمع الزوائد میں درج نہیں کیا۔

واضح رہے کہ اس سلسلہ میں علامہ ہیثمیؒ سے تسامح بھی ہوا ہے کیونکہ متعدد احادیث و آثار ایسے ہیں جو اصول میں نہیں ہیں اس کے باوجود علامہ ہیثمیؒ نے انھیں مجمع الزوائد میں درج نہیں کیا۔

اعتراض نمبر۲۔ امام احمدؒ کے معاصر چار یحییٰؒ بن سعید ہیں (القطانؒ، العطارؒ، ابن سالمؒ اور القرشیؒ) ان میں فقط یحییٰ بن سعید ثقہ ہیں۔ درج بالا سند سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ سند میں مذکور یحییٰؒ کونسا ہے؟

جواب: چند اشخاص کے معاصر ہونے سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ جملہ معاصرین رشتہ شیوخ وتلمذ سے بھی وابستہ ہونگے اس لیے معترض پر لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ چاروں یحییٰ بن سعیدؒ، امام سفیان ثوریؒ کے تلامذہ اور امام احمدؒ کے شیوخ تھے۔

① واضح رہے کہ مذکورہ سند میں مذکور یحییٰ بن سعید القطانؒ امام سفیان ثوریؒ کے شاگرد اور امام احمدؒ کے استاد تھے۔

② نماز سے متعلق یہ روایت سفیان ثوریؒ سے ان کے تین تلامذہ (یحییٰؒ بن سعید، وکیعؒ بن الجراح اور عبدالرحمٰنؒ) روایت کرتے ہیں۔ ان میں صرف مقدم الذکر راوی کی سند میں امام ثوریؒ حدثنی سماک بن حرب کہہ کر روایت کرتے ہیں مؤخرالذکر کی اسناد میں ثوریؒ معنعن روایت نقل کرتے ہیں ثوریؒ چونکہ ضعفاء سے تدلیس کرنے میں مشہور تھے اس لیے یحییٰ بن سعید القطانؒ ان سے ان کی معنعن روایات نہیں لیتے تھے جیسا کہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: سَمِعْتُ اَبِی یَقُوْلُ قَالَ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ مَاکَتَبْتُ عَنْ سُفْیَانَ شَیْئًا اِلَّاقَالَ حَدَّثَنِی اَوْحَدَّثَنَا اِلَّا حَدِیْثَیْنِ ثُمَّ قَالَ اَبِی حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ عِکْرَمَةَ وَ مُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّلَّکُمْ وَهُوَمُؤْمِنٌ قَالَا هُوَالرَّجُلُ یُسْلِمُ فِیْ دَارِالْحَرْبِ فَیُقْتَلُ فَلَیْسَ دِیَةٌ فِیْهِ کَفَّارَةٌ قَالَ اَبِی هٰذَیْنِ الْحَدِیْثَیْنِ الَّذَیْنِ زَعَمَ یَحْیٰی اَنَّهٗ لَمْ یَسْمَعْ یَقُوْلُ فِیْهِمَا حَدَّثَنَا اَوْحَدَّثَنِیْ. [العلل:۱۲۱۴]

''امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعیدؒ نے فرمایا کہ میں محترم سفیانؒ کی روایات کو اس وقت تک نہیں لکھتا تھا جب تک وہ اپنے استاد سے سماع کی صراحت نہیں کر دیتے تھے، ماسوا دو روایات کے، پھر امام احمدؒ نے ان دو روایتوں کی وضاحت فرمائی کہ ان دو روایات میں محترم سفیانؒ نے محترم یحییٰ بن سعیدؒ کے لیے سماع کی صراحت نہیں کی۔''

واضح رہے کہ زیر مطالعہ حدیث محترم سفیانؒ جب وکیعؒ اور ابن مہدیؒ کو بیان کرتے ہیں تو عن کے ساتھ بیان کرتے ہیں جب کہ موصوف جب محترم یحییٰ بن سعیدؒ کو بیان کرتے ہیں تو حدثنی سماک کہہ کر بیان کرتے ہیں چنانچہ ثابت ہوا کہ زیر مطالعہ حدیث کی سند میں یحییٰ بن سعید القطانؒ ہی ہیں۔

اعتراض نمبر۳: اس روایت میں سماک بن حرب ہیں اوران پر جرح ہے۔

جواب: سماک بن حرب کومحترم سفیان ثوری اورامام شعبہ نے فقط ان روایات میں ضعیف قرار دیا ہے جوانہوں نے آخری عمر میں بیان کیں۔محترم سفیان ثوری نے محترم سماک سے جملہ روایات اختلاط سے قبل سنی ہیں لہٰذا سماک کی ہر روایت کوضعیف قرار دینا مذہبی تعصب کا اظہار ہے۔

اعتراض نمبر۴: قبیصہ بن ھلب کوامام نسائی اورامام علی بن مدینی نے مجہول قرار دیا ہے۔

جواب: قبیصہ بن ھلب کوامام ابوحاتم ، امام عجلی اورامام ابن حبان وغیرہ نے معروف قرار دیا ہے حالانکہ امام ابو حاتم رواۃ کو مجہول کہنے میں پیش پیش ہیں ، امام ترمذی ، امام ابوداؤد اورامام ابن ماجہ نے ان سے روایت لی ہے اورامام ترمذی نے ان سے مروی روایت کوحسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام نسائی اور علی بن مدینی کا ان کومجہول قرار دینا اس روایت کے مرتبہ کوکم نہیں کرتا کیونکہ ناقدین نے ان رواۃ کو مجہول قرار دیا ہے جن کے احوال سے وہ آگاہ نہ ہو سکے جبکہ انھیں رواۃ کو دوسرے ماہرین فن نے ثقہ قرار دیا ہے لہٰذا اول الذکر علما کی تنقید قابل التفات نہیں جیسا کہ علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں:

قَالَ السَّیُوطِیُّ فِی التَّدرِیبِ الرَّاوِی جَهَّلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ قَوْمًا مِنَ الرُّوَاةِ لِعَدَمِ عِلْمِهِمْ بِهِمْ وَهُمْ قَوْمٌ مَّعْرُوفُوْنَ بِالْعَدَالَةِ عِنْدَ غَیْرِهِمْ. [الرفع والتکمیل :ص ۴۷]

''حفاظ کی ایک جماعت نے ایسے راویوں کومجہول قرار دیا ہے جن کے بارے ان کے پاس معلومات نہ تھیں جبکہ انھیں رواۃ کوحفاظ کی ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے۔''

اعتراض نمبر۵: ابن حبان تعدیل میں تساھل سے کام لیتے ہیں لہٰذا ان کا قبیصہ کوثقہ قرار دینا معتبر نہیں۔

جواب: ① قبیصہ کوفقط ابن حبان نے ثقہ قرارنہیں دیا بلکہ امام عجلی نے بھی انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔علامہ ہاشم سندھی حنفی نے معیار النقاد کے حاشیہ میں (اَمَّا تَوْثِیقُ الْعِجْلِیِّ فَمُعْتَبَرٌ) امام عجلی کی توثیق کومعتبر تسلیم کیا ہے۔

② امام ابن حبان کو متساہل کہنا بھی درست نہیں جیسا کہ علامہ عبدالحی حنفیؒ لکھتے ہیں:

وَقَدْ نَسَبَ بَعْضُهُمُ التَّسَاهُلَ اِلٰى ابْنِ حِبَّانَ وَقَالُوْا هُوَ وَاسِعُ الْخَطْوِفِي بَابِ التَّوْثِيْقِ يُوَثِّقُ كَثِيْراً مِمَّنْ يَّسْتَحِقُّ الْجَرْحَ وَهُوَ قَوْلٌ ضَعِيْفٌ...... اَنَّ ابْنَ حِبَّانَ مَعْدُوْدٌ مِمَّنْ لَهٗ تَعَنُّتٌ وَاِسْرَافٌ فِي جَرْحِ الرِّجَالِ. [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ص ۴۴]

''بعض لوگوں نے ابن حبانؒ کو متساہل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ثقہ کہنے میں پیش پیش ہیں چنانچہ وہ ایسے رواۃ کو اکثر ثقہ کہہ دیتے ہیں جو مجروح ہیں، یہ قول ضعیف ہے کیونکہ ابن حبانؒ کا شمار تو ان لوگوں میں ہوتا ہے جو رواۃ پر نقد کرنے میں پیش پیش ہیں۔''

واضح رہے کہ مجہول راوی کی روایت کو قبول کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس کے اوصاف کے بارے میں آگاہی نہیں ہوتی اور اگر اس کے اوصاف حمیدہ ماہرین فن پر واضح ہو جائیں تو پھر اس کی روایت کو قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں رہتا، لہٰذا امام عجلیؒ اور امام حبانؒ کا ان کو ثقہ قرار دینا ان کے اوصاف حمیدہ کی بین شہادت ہے نیز اس حدیث کو علامہ نیمویؒ نے آثار السنن اور الشیخ ہاشم سندھیؒ نے حاشیہ معیار النقاد میں حسن لذاتہٖ تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَاَمَّا وَصُوْلُهٗ اِلٰى رُتْبَةِ الْحَسَنِ لِذَاتِهٖ فَمُسَلَّمٌ (حاشیہ معیار النقاد ص ۱۱۳) یاد رہے کہ حسن لذاتہٖ حدیث بھی حجت ہوتی ہے اگرچہ اس کی تائید میں دوسری کوئی روایت نہ ہو۔

دلیل نمبر ۴

حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ ثَنَا الْهَيْثَمُ يَعْنِي ابْنَ حَمِيْدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

[ابوداؤد مع المنھل العذب المورود: ج ۵ ص ۱۲۶]

''محترم طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سیدھے ہاتھ کو الٹے

ہاتھ پر رکھ کر انھیں سینے پر رکھ لیتے۔''

سند کا تعارف

یہ روایت امام ابوداوؒد اپنے شیخ ابوتوبہؒ سے نقل کرتے ہیں۔ امام ابوداوؒد نے ان سے پہلی روایت کتاب الطہارت میں ذکر کی ہے اس میں وہ ان کا پورا نام ابوتوبہؒ الربیع بن نافع نقل کرتے ہیں۔

ابوتوبہؒ ربیع بن نافع کا تعارف

قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ: ثِقَةٌ صُدُوْقٌ حُجَّةٌ ...... قَالَ الْاَثْرَمُ سَمِعْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ وَذَكَرَ اَبَا تَوْبَةَ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا.

[الجرح والتعدیل: ج۳ص۴۷۰]

''امام ابوحاتمؒ نے انھیں اعلیٰ درجہ کا ثقہ قرار دیا ہے، محترم اثرمؒ کہتے ہیں کہ امام احمدؒ نے ان کا تذکرہ ان کی تعریف سے شروع کیا اور فرمایا: میں تو ان کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہوں۔''

قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ شَيْبَةَ: ثِقَةٌ صُدُوْقٌ ، ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ

[تہذیب التہذیب: ج۳ص۲۱۸]

''امام یعقوب بن شیبہؒ نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور امام ابن حبانؒ نے ان کا ذکر خیر اپنی معروف کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔''

الھیثمؒ ماہرین فن کی نظر میں

قَالَ الذَّهَبِيُّ :اَلْفَقِيْهُ الْحَافِظُ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: قَدَرِيٌّ ثِقَةٌ وَقَالَ النَّسَائِيُّ: لَيْسَ بِهٖ بَاسٌ. [تذکرۃ الحفاظ: ج۱ص۲۸۵]

''امام ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ وہ فقیہ اور محدث تھے۔ امام ابوداوٗدؒ فرماتے ہیں کہ وہ قدری تھے تاہم ثقہ تھے اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس به باس۔''

قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ: مَاعَلِمْتُ اِلَّاخَیْرًا، قَالَ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ: لَابَأْسَ بِہٖ

[الجرح والتعدیل: ج۹ص۸۲]

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَااَعْلَمُ اِلَّاخَیْرًا ...... ذَکَرَہٗ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ

[تہذیب التہذیب: ج۱۱ص۸۳]

امام ابوحاتمؒ اور امام احمدؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں ہم تو ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے یحیٰی بن معینؒ ان کے بارے میں لابأس به کہتے ہیں اور امام ابن حبانؒ انھیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔

ثور بنؒ یزید کا تعارف

قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ: مَارَاَیْتُ شَامِیًا اَوْثَقَ مِنْہُ وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ: ثِقَۃٌ فِی الْحَدِیْثِ وَقَالَ ابْنُ عَدِی: لَا اَرٰی فِی حَدِیْثِہٖ بَأْسًا اِذَارَوٰی عَنْہُ ثِقَۃٌ اَوْصُدُوْقٌ وَقَالَ دُحَیْمٌ: ثِقَۃٌ وَقَالَ النَّسَائِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: ثِقَۃٌ وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ صُدُوْقٌ حَافِظٌ وَذَکَرَہٗ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ. [المنھل العذب المورود: ج۵ص۱۲۸]

''امام یحیٰی بن معینؒ فرماتے ہیں! میں نے کوئی شامی ان سے زیادہ ثقہ نہیں دیکھا، ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں ثقہ ہیں، ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ جب ان سے روایت کرنے والا ثقہ یا صدوق ہو تو اس وقت میری تحقیق کے مطابق ان کی روایت میں کوئی علت نہیں ہوتی۔ امام نسائیؒ اور امام دحیمؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ صدوق اور حافظ ہے۔ امام ابن حبانؒ نے ان کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے۔ مولوی خلیل الرحمٰن سہارنپوری حنفیؒ فرماتے ہیں وہ ثقہ اور ثبت ہے یعنی اعلیٰ درجہ کا ثقہ ہے۔'' [بذل المجھود: ج۱ص۸۳]

سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ کا تعارف

قَالَ ابْنُ عَدِی: ثَبْتٌ صُدُوْقٌ قَالَ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ: سُلَیْمَانُ بْنُ مُوْسٰی ثِقَةٌ وَحَدِیْثُهٗ صَحِیْحٌ عِنْدَنَا قَالَ دَحَیْمٌ: ثِقَةٌ.

[تہذیب التہذیب: ج۴ص ۱۹۸]

قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ: سُلَیْمَانُ بْنُ مُوْسٰی مَحَلُّهُ الصُّدُوْقُ وَفِیْ حَدِیْثِهٖ بَعْضُ الْاِضْطِرَابِ. [الجرح والتعدیل: ج۴ص۱۴۲]

ذَکَرَهٗ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ . [میزان الاعتدال: ج۳ص۳۱۹]

امام ابن عدیؒ نے انہیں اعلیٰ درجہ کا ثقہ قرار دیا ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے انہیں ثقہ اور ان سے مروی احادیث کو صحیح کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ اور دحیمؒ نے انہیں ثقہ کہا ہے امام ابوحاتمؒ نے کہا کہ اس کی بعض روایات میں اضطراب ہے۔

طاؤسؒ کا تعارف

طاؤس صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

اِنِّیْ لَاَظُنُّ طَاوُساً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ . [تہذیب التہذیب: ج۴ص۹]

”مجھے یقین ہے کہ طاؤس اہل جنت میں سے ہیں۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں:

لَوْ رَاَیْتَ طَاوُسًا عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَایَکْذِبُ . [تہذیب التہذیب: ج۴ص۹]

”اگر آپ طاؤس کو دیکھ لیں تو یقیناً آپ اس کی راست بازی کے معترف ہوں گے۔“



اس روایت پر اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبرا: یہ روایت مرسل ہے۔

جواب: بلاشبہ یہ روایت مرسل ہے تاہم احناف کے نزدیک مرسل روایت بلاشرط حجت ہے جب کہ شوافع اور اہلحدیث کے نزدیک مرسل روایت اس وقت تک حجت نہیں جب تک مرفوع حدیث موجود نہ ہوگی۔ علامہ محمود السبکی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ اِنْ كَانَ مُرْسَلًا حُجَّةٌ عِنْدَ اَكْثَرِ الْاَئِمَّةِ مُطْلَقاً وَعِنْدَ الشَّافِعِيّ يُحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ اِذَا اعْتَضَدَ وَقَدْجَاءَ مَايَعْضُدُهُ فَقَدْ رَوَى اَحْمَدُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ وَرَاَيْتُهٗ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ وَ وَضَعَ يَحْيَى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمِفْصَلِ وَ رَوٰى ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيْحِهٖ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اھ۔ [المنہل العذب المورود: ج۵ص۱۶۶]

”اکثر ائمہ“ کے نزدیک مرسل روایت بلاشرط حجت ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل روایت اس وقت حجت ہوگی جب کوئی دوسری روایت اس کی مؤید ہوگی۔ بلاشبہ ایسی احادیث موجود ہیں جو اسے تقویت دیتی ہیں، ایک روایت مسند احمد میں حضرت ہلب طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ دوسری حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابن خزیمہؒ نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔“

امام ابوداؤدؒ مرسل روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَمَّا الْمَرَاسِيْلُ فَقَدْ كَانَ يَحْتَجُّ بِهَا الْعُلَمَاءُ فِيْمَا مَضٰى مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَالْاَوْزَاعِيّ حَتّٰى جَاءَ شَافِعِيٌّ فَتَكَلَّمَ فِيْهَا وَتَابَعَهٗ عَلٰى ذَالِكَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهٗ فَاِذَا

لَمْ یَکُنْ مُسْنَدٌ غَیْرَ الْمَرَاسِیْلِ وَلَمْ یُوْجَدُ الْمُسْنَدُ فَالْمُرْسَلُ یَحْتَجُّ بِهٖ. [رسالہ امام ابوداؤد الی اہل مکۃ: ص ۲۵]

''متقدمین علما مثلاً ، امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ مرسل روایت کو حجت تسلیم کرتے تھے لیکن جب امام شافعیؒ کا دور آیا تو انہوں نے مرسل روایت کی عدم حجت کی بات کی۔ امام احمدؒ نے بھی امام شافعیؒ کی موافقت کی۔ واضح رہے کہ جب مرسل کے علاوہ کوئی دوسری روایت نہ ہو گی تو اس وقت مرسل حجت ہوگی۔''

اعتراض نمبر۲: الہیثمؒ بن حمید پر کلام ہے۔

جواب: الہیثمؒ بن حمید کو اکثر ائمہؒ نے ثقہ قرار دیا ہے البتہ ابو مسہرؒ نے ان پر جرح کی ہے وہ بھی خفیف سی جرح جو تعدیل کے قریب تر ہے جبکہ توثیق کے الفاظ دوسرے درجے کے ہیں نیز جنہوں نے ان کی توثیق بیان کی ہیں وہ علم الرجال میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

اعتراض نمبر۳: اس روایت کی سند میں سلیمان بن موسیٰؒ نامی راوی ہے اس پر بھی جرح ہے۔

جواب: امام یحییٰ بن معینؒ اور امام نسائیؒ کا شمار متشددین میں ہوتا ہے۔ امام یحییٰؒ نے ان کی توثیق بیان کی جبکہ امام نسائیؒ نے ان پر جرح کی ہے جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ایسی صورت میں توثیق معتبر ہوگی جبکہ جرح غیر معتبر ہوگی رہا امام بخاریؒ کا یہ کہنا کہ عِنْدَهٗ مَنَاکِیْرٌ تو اس بارے میں ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ کسی راوی کے پاس چند منکر روایات کا ہونا اس کی عدالت کو مانع نہیں لہٰذا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ دونوں راوی ثقہ ہیں اور درج بالا روایت صحیح ہے۔

دلیل نمبر۵

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْیَنٍ عَنْ اَبِیْ بَدْرٍ عَنْ اَبِیْ طَالُوْتَ عَبْدِالسَّلَامِ عَنِ ابْنِ جَرِیْرٍ الضَّبِّیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُمْسِکُ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ عَلَی الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ. [ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی]

''حضرت جریر کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ کر انہیں ناف سے اوپر رکھ لیا۔''

رواۃ کی استنادی حیثیت

محمد بن قدامہؒ کا تعارف

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْيَنِ الْمُصِيْصِيُّ شَيْخُ اَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيّ ثِقَةٌ. محمدؒ بن قدامہ بن اعین امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ کے استاد مکرم ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ [میزان الاعتدال: ج۶ص۳۰۷]

قَالَ النَّسَائِيُّ: لَا بَأْسَ بِهٖ وَقَالَ مَرَّةً صَالِحٌ وَ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُ: ثِقَةٌ قَالَ سَلْمَةُ بْنُ الْقَاسِمِ ثِقَةٌ صُدُوْقٌ.

[تہذیب التہذیب: ج۹ص۳۶۳۔ تہذیب الکمال: ج۳ص۱۲۶۰۔ الکاشف: ج۳ص۹۰]

''امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ صالح الحدیث ہیں ان میں کوئی قباحت نہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں وہ ثقہ ہیں اور ابن قاسمؒ فرماتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں۔''

ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ. [کتاب الثقات: ج۹ص۱۱۱]

''امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔''

ابو بدرؒ کا تعارف

آپ صحیحین کے راوی ہیں ان کی ثقاہت پر ماہرین فن کا اجماع ہے۔

تہذیب الکمال: ج۱ص۴۴۳۔ تہذیب التہذیب: ج۴ص۲۷۴۔ الکاشف: ج۲ ص۷۰۔ تاریخ الکبریٰ: ج۴ص۲۶۱۔ مقدمۃ فتح الباری: ص۴۰۹۔ کتاب الثقات ج۶ ص ۴۵۱۔ التاریخ لابن معین: ص۲۴۹۔ تذکرۃ الحفاظ: ج۱ص۳۲۸۔ طبقات الحفاظ: ص۱۳۸۔

ابوطالوت عبدالسلامؒ کا تعارف

قَالَ الْاَثْرَمُ: سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَسُئِلَ عَنْ

عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ شَدَّادٍ اَبِی طَالُوْتَ فَقَالَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا ثِقَةً قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَأَلْتُ اَبِی عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ اَبِی طَالُوْتَ فَقَالَ تُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ. [الجرح والتعدیل: ج۶ ص۴۵]

قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ.

[تہذیب التہذیب: ج۶ ص۲۸۲]

''امام احمدؒ، امام یحییٰ ابن معینؒ اور امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔''

غزوانؒ بن جریر کا تعارف

غَزْوَانُ بْنُ جَرِيْرٍ رَوٰى عَنْ اَبِيْهِ رَوٰى عَنْهُ الْاَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانُ وَ عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ اَبِی يَقُوْلُ ذَالِكَ.

[کتاب الجرح والتعدیل: ج۷ ص۵۵]

ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ. [تہذیب التہذیب: ج۸ ص۲۲۰]

امام ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے اخضر بن عجلانؒ اور عبدالسلامؒ روایت کرتے ہیں امام ابن حبانؒ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

جریرؒ الضبی کا تعارف

امام ابوحاتمؒ ان کا تعارف درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

جَرِيْرٌ الضَّبِیُّ وَالِدُ غَزْوَانَ رَوٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَوٰى عَنْه اِبْنُهٗ غَزْوَانُ . [الجرح والتعدیل: ج۶ ص۵۰۲]

''محترم جریرؒ غزوان کے والد اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔''

مندرجہ بالا بیانات سے یہ واضح ہوا کہ اس روایت کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں نیز ان میں سے کسی سے تدلیس کرنا بھی ثابت نہیں۔ تاہم اس روایت پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس روایت میں ''علی صدرہ'' کے الفاظ نہیں ہیں بایں وجہ یہ اثر اہلحدیث کی دلیل نہیں بن سکتا۔

جواب:

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ زیر مطالعہ اثر میں فوق السرۃ کے الفاظ ہیں مگر اس حقیقت سے انکار کون کر سکتا ہے؟ کہ صدر (سینہ) فوق السرۃ ہی ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی تفسیری روایت ان کے اس عمل کی بھی تفسیر ہے۔ لہٰذا فوق السرۃ کو علی صدرہ پر محمول کیا جائے گا۔

دلیل نمبر ۶

عَنْ مُوْسَیٰ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَۃَ سَمِعَ عَاصِمَ الْجَحْدَرِیَّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ ظَبْیَانَ عَنْ عَلِیٍّ: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ: وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی وَسَطِ سَاعِدِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ۔

[التاریخ الکبیر۔السنن الکبریٰ للبیہقی: ج۲ص۳۱۶]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ سے مراد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر سینہ پر رکھنا ہے۔''

علامہ ابن ترکمانی حنفیؒ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فِیْ سَنَدِہٖ وَمَتْنِہٖ اِضْطِرَابٌ۔ [الجوہر النقی: ج۲ص۳۰]

''اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔''

جواب: علامہ ابن الصلاح مضطرب روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلْمُضْطَرَبُ مِنَ الْحَدِیْثِ ھُوَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُ الرِّوَایَۃُ فِیْہِ فَیَرْوِیْہِ بَعْضُھُمْ عَلٰی وَجْہٍ وَبَعْضُھُمْ عَلٰی وَجْہٍ آخَرَ مُخَالِفٍ لَہٗ وَاِنَّمَا نُسَمِّیْہِ مُضْطَرَبًا اِذَا تَسَاوَتِ الرِّوَایَتَانِ اَمَّا اِذَا تَرَجَّحَتْ اِحْدَاھُمَا بِحَیْثُ لَا تُقَاوِمُھَا الْاُخْرٰی بِاَنْ یَّکُوْنَ رَاوِیْھَا اَحْفَظَ اَوْ اَکْثَرَ صُحْبَۃً لِّلْمَرْوِیِّ عَنْہُ اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ مِنْ وُجُوْہِ التَّرْجِیْحَاتِ الْمُعْتَمَدَۃُ فَالْحُکْمُ لِلرَّاجِحَۃِ وَلَا یُطْلَقُ عَلَیْہِ

حِينَئِذٍ وَصْفُ الْمُضْطَرِبِ . [مقدمہ ابن الصلاح]

''مضطرب روایت وہ ہے جسے بعض تلامذہ ایک طرح کے الفاظ سے بیان کریں جبکہ دوسرے ان کے متضاد الفاظ نقل کریں بشرطیکہ دونوں طرف کے رواۃ حفظ واتقان میں برابر ہوں ایسی روایت کو ہم مضطرب روایت کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن جب ایک طریق دوسرے طریق پر برتری رکھتا ہو یعنی اس طریق کے رواۃ حفظ واتقان میں مضبوط ہوں یا انہیں اپنے شیخ کی خدمت میں زیادہ عرصہ رہنے کا شرف حاصل ہو یا ترجیح کی دیگر قابل اعتبار صورتوں میں سے کوئی صورت ہو تو ایسی روایت راجح ہوگی اس لیے اس قسم کی روایت پر مضطرب کا اطلاق نہیں ہوگا۔''

علامہ ابن صلاح کے درج بالا بیان کی روشنی میں زیر مطالعہ تفسیری روایت کے اضطراب کو حل کیا جاسکتا ہے۔

عاصم بن العجاج الجحدری اپنے شیخ کا نام کبھی عقبہ بلانسبت نقل کرتے ہیں اور کبھی عقبہ بن صہبان اور کبھی عقبہ بن ظبیان اور کبھی عقبہ بن ظہیر نقل کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ اور امام ابوحاتمؒ کے نزدیک عاصمؒ کے شیخ کا اصل نام عقبہ بن ظبیانؒ ہے جبکہ انہیں عقبہ بن ظہیرؒ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کسی آدمی کو ایک سے زیادہ ناموں سے یاد کیا جانا عقلاً اور نقلاً بعید نہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلانسبت بھی پکارا ہے ارشاد باری تعالیٰ ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ [۳/آل عمران:۵۵] اور لفظ عیسیٰ کو محترمہ مریم کی طرف منسوب کر کے بھی استعمال کیا ہے جیسے ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ﴾ [۵/المائدہ:۱۱۶] جبکہ ان کا تذکرہ المسیح کے نام سے بھی کیا ہے مثلاً ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [۵/المائدہ:۷۲]

کثرت تلامذہ

زیادہ تلامذہ ایک طرح کے الفاظ نقل کریں جبکہ کم تلامذہ ان سے اختلاف

کریں ایسی صورت میں کثرت طرق کو ترجیح حاصل ہوگی جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

(کَانَ) مَا انْفَرَدَ بِهِ (شَاذًا مَرْدُوْدًا) قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَمُقَابِلُهُ يُقَالُ لَهُ الْمَحْفُوْظُ قَالَ مِثَالُهُ مَارَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا اِلَّا مَوْلًى هُوَ اعْتَقَهُ (الْحَدِيْثُ) وَتَابَعَ ابْنَ عُيَيْنَةَ عَلٰى وَصْلِهٖ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ وَخَالَفَهُمْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَرَوَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ اَلْمَحْفُوْظُ حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ فَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ اَهْلِ الْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ وَمَعَ ذَالِكَ رَجَّحَ اَبُوْحَاتِمٍ رِوَايَةَ مَنْ هُمْ اَكْثَرُ عَدَدًا مِنْهُ قَالَ وَعُرِفَ مِنْ هٰذَا التَّقْرِيْرِ اَنَّ الشَّاذَّ مَارَوَاهُ الْمَقْبُوْلُ مُخَالِفًا لِمَنْ هُوَ اَوْلٰى مِنْهُ قَالَ وَهٰذَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِيْ حَدِّ الشَّاذِّ بِحَسَبِ الْاِصْطِلَاحِ. [تدریب الراوی: ج۱ص۲۸۲]

''جو راوی تنہا ہوگا اس کی روایت مردود ہوگی۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں دوسری روایت کو محفوظ کہا جائے گا جیسا کہ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابن عیینہ از عمرو بن دینار از عوسجہ از ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں انتقال کر گیا اس کا وارث فقط اس کا آزاد کردہ غلام تھا اس روایت کو موصولاً بیان کرنے میں ابن عیینہ کی متابعت ابن جریج نے کی ہے جبکہ حماد بن سلمہ نے ان کی مخالفت کی ہے کیونکہ وہ اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے چنانچہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ رحمہ اللہ سے مروی حدیث محفوظ

ہے شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ عدل وضبط کے اوصاف سے متصف ہیں اس کے باوجود ابو حاتمؒ نے اس روایت کو محفوظ قرار دیا ہے جس کو بیان کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس بحث سے یہ معلوم ہوا شاذ روایت وہ ہے جسے مقبول راوی اپنے سے بہتر راوی کے مخالف بیان کرے۔''

درج بالا بیان کی روشنی میں یہ حقیقت جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ابوالولید الطیالسیؒ اور موسیٰ بن اسماعیلؒ میں سے کس کی روایت محفوظ ہے اور کس کی شاذ؟

محترم ابوالولید الطیالسیؒ محترم حماد بن سلمہؒ سے جو الفاظ نقل کرتے ہیں وہ الفاظ حماد بن سلمہؒ کا کوئی اور شاگرد حماد بن سلمہؒ سے نقل نہیں کرتا جبکہ محترم موسیٰ بن اسماعیلؒ جو الفاظ محترم حماد بن سلمہؒ سے نقل کرتے ہیں وہی الفاظ محترم حماد بن سلمہؒ سے ان کے ایک اور شاگرد محترم شیبانؒ بن فروخ بھی نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْجَحْدَرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ صَهْبَانَ كَذَا قَالَ اِنَّ عَلِيًّا قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ''فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ'' قَالَ وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ. [السنن الکبریٰ للبیہقی: ج۲ص۳۱۸]

اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ موسیٰ بن اسماعیلؒ کی روایت محفوظ ہے جبکہ ابوالولید کی روایت شاذ اور مردود ہے کیونکہ موسیٰ بن اسماعیل کی متابعت شیبان بن فروخ کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ شیبان بن فروخ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

(۲) کثرت تلمذ:

باہم متضاد الفاظ نقل کرنے والے رواۃ میں سے کسی بھی راوی کا اگر متابع موجود نہیں تو پھر دیکھا جائے گا کہ ان میں سے کثرت تلمذ کا شرف کسے حاصل ہے؟ جسے کثرت تلمذ کا شرف حاصل ہوگا اس کی روایت محفوظ اور قابل اعتماد ہوگی۔

(اَوْ کَثْرَةِ صُحْبَتِهِ الْمَرْوِی عَنْهُ اَوْ غَیْرُ ذَالِکَ) مِنْ وُجُوْهِ التَّرْجِیْحَاتِ. [تدریب الراوی شرح تقریب النووی: ج ص ۹۳]

''موسیٰ بن اسماعیلؒ اور ابوالولید الطیالسیؒ دونوں صحیحین کے راوی اور حدیث کے امام ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ ابوالولیدؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں الحافظ الامام الحجۃ جیسے القابات سے یاد فرماتے ہیں۔'' [تہذیب التھذیب: ج ۱۱ص ۴۲]

''جبکہ امام ذہبیؒ موسیٰ بن اسماعیلؒ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ''الحافظ الحجۃ الاعلام'' جیسے القابات سے یاد فرماتے ہیں۔'' [میزان الاعتدال: ج ۶ص ۵۲۶]

اس اعتبار سے تو دونوں بلند مرتبہ ہیں لیکن ان دونوں کا تقابل اگر حماد بن سلمہؒ کے شاگرد ہونے کے اعتبار سے کیا جائے تو موسیٰ بن اسماعیلؒ کو ابوالولیدؒ پر برتری حاصل ہے کیونکہ ابوالولیدؒ کو حماد بن سلمہؒ کی شاگردی کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب حماد بن سلمہؒ کی قوت یادداشت جواب دے چکی تھی جیسا کہ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں:

سِمَاعُهُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَةَ فِیْهِ شَیْئٌ کَاَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ بِآخِرَةٍ وَکَانَ حَمَّادٌ سَاءَ حِفْظُهُ فِی آخِرِ عُمْرِهٖ. [کتاب الجرح والتعدیل: ج ۹ص ۶۶]

''یعنی محترم ابوالولید الطیالسیؒ نے محترم حماد بن سلمہؒ سے جو کچھ سنا ہے اس میں موجب تذبذب مواد موجود ہے کیونکہ ابوالولید حماد بن سلمہؒ سے اس وقت فیض یاب ہوئے جب وہ اپنی زندگی کا آخری حصہ گزار رہے تھے جس میں ان کی قوت یادداشت جواب دے چکی تھی۔ جبکہ موسیٰؒ بن اسماعیل حماد بن سلمہؒ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے جیسا کہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وَسَمِعَ مِنْ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَةَ تَصَانِیْفَهُ. [تذکرۃ الحفاظ: ج ۱ص ۳۹۴]

اسباب ترجیح کے درج بالا دونوں اسباب زبان حال وقال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیلؒ کی روایت راجح اور محفوظ ہے جبکہ ابوالولید الطیالسیؒ سے مروی روایت شاذ اور مردود ہے۔

(۳) کثرت عدل وضبط

اعتراض: ابوالولیدؒ کو قوت یادداشت میں موسیٰ بن اسماعیلؒ پر برتری حاصل ہے جیسا کہ امام ابونعیمؒ فرماتے ہیں:

لَوْلَا اَبُوالْوَلِیْدِ مَا اَشَرْتُ عَلَیْکَ اَنْ تُقَدِّمَ الْبَصْرَۃَ فَاِنْ دَخَلْتَهَا لَا تَجِدُ فِیْهَا اِلَّا مُغْفِلًا اِلَّا اَبَاالْوَلِیْدِ. [کتاب الجرح والتعدیل: ج۹ص۶۵]

''اگر بصرہ میں ابوالولید نہ ہوتے تو میں آپ کو بصرہ جانے کا مشورہ نہ دیتا اگر آپ بصرہ جائیں گے تو آپ ابوالولید کے علاوہ دیگر کو غافل پائیں گے۔''

جبکہ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں:

وَ مَارَاَئیْتُ فِیْ یَدِہٖ کِتَابًا قَطُّ. [الجرح والتعدیل: ج۹ص۶۶]

''یعنی میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی۔''

جواب: موسیٰ بن اسماعیلؒ کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا جبکہ ابوالولیدؒ کا انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا اس لئے ممکن ہے کہ امام ابونعیمؒ نے محمد بن مسلمؒ کو یہ مشورہ اس وقت دیا ہو جب موسیٰ بن اسماعیلؒ انتقال کر چکے ہوں اس صورت میں ابوالولیدؒ کو موسیٰ بن اسماعیلؒ پر برتری کیسے ہوسکتی ہے؟

امام ابوحاتمؒ نے اگر ابوالولیدؒ کے بارے میں **مَا رَاَئیْتُ فِیْ یَدِہٖ کِتَابًا قَطُّ** فرمایا ہے تو امام ابوحاتمؒ موسیٰ بن اسماعیلؒ کے بارے میں درج ذیل توصیفی کلمات فرماتے ہیں:

وَلَا اَعْلَمُ اَحَدًا بِالْبَصْرَۃِ مِمَّنْ اَدْرَکْنَاہُ اَحْسَنَ حَدِیْثًا مِنْ اَبِی سَلْمَۃَ. [کتاب الجرح والتعدیل: ج۸ص۱۳۶]

''بصرہ میں میرا واسطہ جن شیوخ سے پڑا ہے میں نے ان میں موسیٰ بن اسماعیلؒ کو روایت حدیث میں بہتر پایا ہے۔''

امام ابو حاتمؒ کے دونوں اقوال پر غور فرمائیں پھر بتائیں کہ درج بالا دونوں

شخصیات میں سے عدل وضبط میں برتری کسے حاصل ہے؟

امام ابوحاتمؒ نے ابوالولیدؒ کے بارے میں جو توصیفی کلمات فرمائے ہیں ان میں ایک کا اثبات دوسرے کی نفی پر دلالت نہیں کرتا یعنی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امام ابوحاتمؒ نے صرف ابوالولیدؒ ہی کے ہاتھ میں کتاب نہیں دیکھی جبکہ امام ابوحاتمؒ نے موسیٰ بن اسماعیلؒ کے بارے میں جو توصیفی کلمات استعمال کئے ہیں ان میں تقابل کا پہلو عیاں ہے یعنی بصرہ کے تمام شیوخ میں فقط موسیٰ بن اسماعیلؒ ہی کو حسن حدیث میں سند امتیاز حاصل ہے۔

موسیٰ بن اسماعیلؒ اور شیبان فروخؒ کے توسط سے جو تفسیری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہی تفسیر مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

دلیل نمبر ۷

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ " فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ " قَالَ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ النَّحْرِ.

[السنن الکبری للبیہقی: ج ۲ ص ۳۱۸]

دلیل نمبر ۸: اسی طرح یہی تفسیر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ [ایضاً]

دلیل نمبر ۹: نیز اس تفسیر کو لغوی تائید بھی حاصل ہے جیسا کہ امام رازی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے پانچ اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالَ الْوَاحِدِیْ وَاَصْلُ هٰذِهِ الْاَقْوَالِ كُلِّهَا مِنَ النَّحْرِ الَّذِیْ هُوَ الصَّدْرُ. [التفسیر الکبیر: ج ۲ ص ۱۳۵]

عربی زبان کی معروف کتاب ''المنجد'' میں ہے '' اَلنَّحْرُ نُحُوْرٌ اَعْلَى الصَّدْرِ'' عربی لغت کی ایک اور کتاب '' فقہ اللسان '' میں ہے '' النَّحْرُ الصَّدْرُ وَالنُّحُوْرُ الصُّدُوْرُ'' (ص ۳۴) عربی لغت کی ایک مستند کتاب ''المعجم الوسیط '' میں ہے اَلنَّحْرُ اَعْلَى الصَّدْرِ (ج ۲ ص ۹۰۶) یعنی نحر سینے یا سینے کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں۔

احناف کے دلائل اور ان کے جوابات

لیل ونہار کے تغیر وتبدل نے نہ صرف آب وہوا کو متاثر کیا بلکہ بنی آدم کو بھی بڑی حد تک متاثر کیا، وہ انسان جو کبھی زبان وبیان کے سحر سے متاثر ہو کر تقلید کی زنجیریں مذہبی فریضہ سمجھ کر زیب تن کر لینے کو عقیدت واحترام کی معراج یقین کرتا تھا، آج وہی انسان اپنے ہر سوال کا جواب دلائل وبراہین کی روشنی میں حاصل کرنے کا خواہشمند نظر آتا ہے۔

عصر حاضر کے انسان کی اس ارتقائی سوچ نے تقلیدی ایوانوں میں کھلبلی مچادی ہے بایں سبب تقلیدی مذہب کے ناخدا اُس امر پر مجبور ہو چکے ہیں جو ان کیلئے کسی طرح بھی روانہ تھا یعنی اپنے امام کے قول وفعل کو کتاب وسنت کی روشنی میں صائب ثابت کریں، اس ناروا فعل کو سرانجام دینے کیلئے ہمارے دوستوں نے اغیار کی خدمات مستعار لینے سے بھی گریز نہیں کیا، مسند زید بن علی کی من گھڑت روایات کو بطور حجت پیش کرنا اس قسم کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح چند دیگر خود ساختہ روایات کے مجموعے اور بعض کتب احادیث میں تحریف واضافہ کر کے یہ بات باور کرائی جارہی ہے کہ اختلافی مسائل پر وہ بھی کتاب وسنت سے دلائل رکھتے ہیں حالانکہ اب تک ہمارے بھائی یہ راگ الاپتے رہے ہیں: **اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُهٗ فِیْ تَحْصِیْلِ الْعِلْمِ بِوُجُوْبِ الْعَمَلِ بِاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ قَوْلُ مُجْتَهِدِهٖ** (کشف المبہم معانی المسلم ص ۱۳) امور شرعیہ میں مقلد کیلئے امام کا قول ہی سند ہے۔

کتاب وسنت سے ناآشنا اور اپنے مسلک سے نابلد چند دوست مسلمہ حقیقتوں سے انحراف کر کے جدل کے خود ساختہ اصول وضع کر کے حقیقت کی سنہری کرنوں کو ایک بار پھر جہالت کے تاریک بادلوں میں چھپانے کیلئے سرگرم عمل ہیں، وطن عزیز کے بیشتر چھوٹے بڑے شہروں میں مختلف ناموں سے کبھی چند سوالوں پر مشتمل اور کبھی چند ضعیف یا موضوع روایات پر مشتمل اشتہارات وقفے وقفے سے شائع کر رہے ہیں اس قسم کا ایک اشتہار میرے

سامنے ہے اس اشتہار کا عنوان ہے: ہم سنی مسلمان نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ کیوں باندھتے ہیں؟ یہ اشتہار چھ روایات پر مشتمل ہے، زیر نظر اوراق میں ان چھ اور اس موضوع پر چند دیگر دلائل کی حقیقت کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔

دلیل نمبرا

(حَدَّثَنِی) زَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ صَلَاةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَ تَأْخِیْرُ السُّحُوْرِ وَ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ. [مسند زید بن علی]

جواب: کتاب کے نام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف محترم زید بن علیؒ یا ان کے کوئی شاگرد رشید ہیں مگر درحقیقت ایسا نہیں، اس کتاب کا مؤلف عبدالعزیز بن اسحاق بن بقال ہے، یہ محترم زید بن علی کے قتل سے تقریباً ڈیڑھ صدی بعد پیدا ہوا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق کے مطابق زید بن علی کا قتل ۱۲۲ھ میں ہوا جبکہ ابن سعد کا کہنا ہے کہ وہ صفر ۱۲۰ھ میں قتل ہوئے۔ [تہذیب التہذیب: ج۳ ص۳۶۲]

مسند زید بن علی کے مؤلف کے بارے میں امام ذھبیؒ راقم طراز ہیں:

عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ الْبَقَّالِ کَانَ فِیْ حُدُوْدِ السِّتِّیْنَ وَثَلَاثِمِائَةٍ قَالَ ابْنُ اَبِی الْفَوَارِسِ الْحَافِظُ: لَهٗ مَذْهَبٌ خَبِیْثٌ وَلَمْ یَکُنْ فِی الرِّوَایَةِ بِذَاکَ سَمِعْتُ مِنْهُ اَحَادِیْثَ فِیْهَا اَحَادِیْثُ رَدِیَّةٌ [میزان الاعتدال ج۴ ص ۳۵۸]
قُلْتُ: لَهٗ تَصَانِیْفُ عَلٰی رَاْیِ الزَّیْدِیَّةِ عَاشَ تِسْعِیْنَ عَاماً. [ایضاً]

''عبدالعزیز بن اسحاق بن جعفر البقال تین سو ساٹھ (۳۶۰ھ) کے قریب گزرا اس کے بارے میں امام ابن ابی الفوارس فرماتے ہیں کہ یہ خبیث مسلک کا پیروکار تھا اور روایت حدیث میں اچھی شہرت کا حامل نہ تھا میں نے ان سے جو احادیث سنی ہیں ان میں سے بیشتر احادیث مردود ہیں، امام ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ اس نے زیدیہ فرقہ کے حق میں

کتابیں تحریر کی ہیں۔ واضح رہے کہ زیدیہ اہل تشیع کے غالی فرقوں میں شمار ہوتا ہے اس فرقہ کے بارے میں بہت سی معلومات تاریخ فاطمین مصر نامی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ پیر عبدالقادر جیلانیؒ اس فرقہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''صرف فرقہ زیدیہ کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی تھا لیکن بعد میں ایسا نہ ہوا، نعوذ باللہ۔ سب لوگ مرتد ہو گئے۔'' [غنیۃ الطالبین: ص ۱۸۰]

ظاہر ہے کہ جس کتاب کا مؤلف خبیث نظریات کا حامل ہو اور وہ روایت حدیث میں بری شہرت رکھتا ہو اس کی تالیف کردہ کتاب کی استنادی حیثیت کیا ہو گی۔

اس کتاب کا ایک اہم راوی ابو خالد عمرو بن خالد واسطی ہے یہ وہ راوی ہے جو مسند علی کی ہر روایت میں موجود ہے زیر بحث روایت کا مرکزی کردار بھی یہی راوی ہے، یہ راوی تمام نامور محدثین کے نزدیک نا قابل اعتبار ہے۔

عمرو بن خالد کے بارے میں امام احمدؒ کے فرمودات

قَالَ الْاَثْرَمُ عَنْ اَحْمَدَ: كَذَّابٌ يَرْوِىْ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهٖ اَحَادِيْثُ مَوْضُوْعَةٌ. [تہذیب التہذیب: ج ۸ ص ۲۴]

''یعنی عمرو بن خالد کذاب ہے وہ زید بن علی کے توسط سے ان کے آباؤ اجداد کی طرف من گھڑت روایات منسوب کرتا ہے۔''

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ كَذَّابٌ قُلْتُ لَهٗ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْهُ اِسْرَائِيْلُ قَالَ نَعَمْ اَلَّذِيْ يَرْوِيْ حَدِيْثَ الزَّيْدِيْنِ وَيَرْوِيْ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهٖ اَحَادِيْثُ مَوْضُوْعَةٌ. [ضعفاء للعقیلی: ۳/۲۶۸]

''احمد بن محمد کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ عمرو بن خالد جھوٹا ہے میں نے کہا وہی عمرو بن خالد جس سے اسرائیل روایت کرتا ہے انہوں نے

فرمایا ہاں وہی جو زید بن علی کے توسط سے ان کے آباء واجداد کی طرف من گھڑت روایات منسوب کرتا ہے''۔

واضح رہے کہ زیر بحث روایت عمرو بن خالد عن زید بن علی عن ابیہ عن جدہ سے کرتا ہے۔لہٰذا ثابت ہوا یہ روایت خاص کر موضوع ہے۔

قَالَ اَبِی: عَمْرُوبْنُ خَالِدٍ هٰذَا لَيْسَ بِشَيْيءٍ مَتْرُوْکُ الْحَدِيْثِ

[العلل: ۳۳۰،کتاب الجرح والتعدیل: ج۶ص ۲۳۰ـتہذیب الکمال: ۲۱/ ۴۳۵۷]

''امام احمدؒ کے فرزندار جمند محترم عبداللہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کہ عمرو بن خالد ایک بے قیمت راوی ہے جس کی روایت کو محدثین نے ترک کر رکھا ہے''۔

رَوٰى اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ اَحْمَدُ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ عَمْرُوبْنُ خَالِدِ الْوَاسِطِی کَذَّابٌ. [میزان الاعتدال: ج۵ص ۳۱۳،الکامل: ۱۲۸۹]

قَالَ ابْنُ حِبَّانَ کَذَّبَهٗ اَحْمَدُ بْنَ حَنْبَلٍ وَ یَحْییٰ بْنُ مَعِیْنٍ.

[المجروحون ۲/ ۷۵]

''امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد اور امام یحییٰ بن معینؒ نے عمرو بن خالد کو کذاب قرار دیا ہے۔''

عمرو بن خالد امام ابوحاتمؒ کی نظر میں

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ اَبِی عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدِ الْقُرَشِيِّ مَوْلٰی بَنِی هَاشِمِ الوَاسِطِی رَوٰی عَنْ اَبِی جَعْفَرَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَتْرُوْکُ الْحَدِيْثِ. [الجرح والتعدیل: ج۶ص۲۳۰]

''امام ابوحاتمؒ کے لخت جگر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے عمرو بن خالد مولیٰ بنی ہاشم کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ متروک الحدیث ہے۔''

امام یحییٰ بن معینؒ کی نظر میں

عَنْ يَحْيٰى بْنِ مَعِيْنٍ قَالَ: عَمْرُو بْنَ خَالِدٍ كَذَّابٌ غَيْرُ ثِقَةٍ وَلَا مَأْمُوْنٍ. [الجرح والتعدیل: ج۶ ص۲۳۰]

''عمرو بن خالد بہت بڑا جھوٹا تھا۔''

امام ابوزرعہؒ اور اسحاق بن راھویہؒ کی نظر میں

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ اَبَازُرْعَةَ عَنْ عَمْرِ بْنِ خَالِدٍ الْوَاسِطِى فَقَالَ: كَانَ وَاسِطِيًا وَكَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ.

[الجرح والتعدیل: ج۶ ص۲۳۰]

''امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں وہ خود جھوٹی روایات گھڑتا تھا۔''

عَنْ حَرْبِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ: سَمِعْتُ اِسْحَاقَ بْنَ رَاهْوِيَةَ يَقُوْلُ كَانَ عَمْرُو بْنَ خَالِدِ الْوَاسِطِىُّ يَضَعُ الْحَدِيْثَ.

[الجرح والتعدیل: ج۶ ص۲۳۰۔ تہذیب التہذیب: ج۸ ص۲۴]

''امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن خالد جھوٹی روایات بیان کرتا تھا۔''

امام وکیعؒ اور امام حاکمؒ کی نظر میں

قَالَ وَكِيْعٌ: كَانَ فِىْ جَوَارِنَا يَضَعُ الْحَدِيْثَ فَلَمَّا فَطِنَ لَهُ تَحَوَّلَ اِلَى الْوَاسِطِ. [میزان الاعتدال: ج۵ ص۳۱۲]

''محترم وکیعؒ فرماتے ہیں کہ عمرو بن خالد ہمارے پڑوس میں رہتا تھا اور وہ خودساختہ روایات بیان کرتا تھا اور جب اسے لوگوں کی نفرت کا احساس ہوا تو وہ واسط کی طرف فرار ہوگیا۔''

قَالَ الْحَاكِمُ: يَرْوِىْ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَوْضُوْعَاتِ.

[تہذیب التہذیب: ج۸ ص۲۵]

''امام حاکمؒ کہتے ہیں عمرو بن خالد خودساختہ روایات کو محترم زید بن علیؒ کی طرف منسوب کرتا تھا۔''

امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ کی نظر میں

عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ مَولٰی بَنِی هَاشِمٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ رَوٰی عَنْهُ اِسْرَائِیْلُ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ. [التاریخ الصغیر: ص۱۳۹]

عُمْرُو بْنُ خَالِدٍ یَرْوِی عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِی ثَابِتٍ مَتْرُوْکُ الْحَدِیْثِ. [کتاب الضعفاء والمتروکین]

درج بالا تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ یہ من گھڑت کتاب کی من گھڑت روایت ہے۔

دلیل نمبر۲

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

یہ روایت علمائے احناف زمانہ قدیم سے امام ابن حزمؒ کے حوالے سے نقل کرتے چلے آرہے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ روایت مع سند نقل نہیں کی اور نہ کوئی سراغ رساں اس روایت کو کتب احادیث میں تا حال تلاش کرنے میں کامیاب ہوا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی روایت کو بار بار بطور دلیل پیش کرنا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

واضح رہے کہ یہ روایت ''تحت السرة'' کی زیادتی کے بغیر متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حسن اتفاق ہے کہ ''تحت السرة'' کی زیادتی کے بغیر بھی اس روایت کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔

امام طبرانیؒ نے اس روایت کو تحت السرة کی زیادتی کے بغیر درج ذیل طرق سے نقل کیا ہے۔

① حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ طَاهِرِ بْنِ حُرْمَلَةَ بْنِ یَحْیٰی ثَنَا جَدِّی حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی عَمْرُوْبْنُ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ

عَطَاءَ بْنَ اَبِیْ رِبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ نَبِیَّ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا بِتَعْجِیْلِ فِطْرِنَا وَتَاخِیْرِ سَحُوْرِنَا وَوَضْعِ اَیْمَانِنَا عَلٰی شَمَائِلِنَا فِی الصَّلَاۃِ۔

[المعجم الکبیر: ج ۱۱ ص ۵۹۔ والاوسط: ج ۲ ص ۵۲۶]

امام ابن حبانؒ نے بھی یہی متن اسی سند سے نقل کیا ہے۔ [صحیح ابن حبان: ج ۵ ص ۶۷]

② حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُجَاشِعِیُّ الْاِصْبَهَانِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ الْکِرْمَانِیُّ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُعَجِّلَ الْاِفْطَارَ وَاَنْ نُؤَخِّرَ السَّحُوْرَ وَاَنْ نَّضْرِبَ بِاَیْمَانِنَا عَلٰی شَمَائِلِنَا۔

[المعجم الکبیر: ج ۱۱ ص ٦۔ والاوسط: ج ۵ ص ۱۳۷]

③ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ الْخُزَاعِیُّ الْمَکِّیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدِ بْنِ سَالِمِ الْقَدَّاحُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَجِیْدِ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا بِثَلَاثٍ بِتَعْجِیْلِ الْفِطْرِ وَتَاْخِیْرِ السَّحُوْرِ وَوَضْعِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فِی الصَّلَاۃِ [المعجم الاوسط: ج ۴ ص ۱۴]

اس متن کو امام بیہقیؒ نے بھی اسی سند سے نقل کیا ہے۔ البتہ بیہقی میں اسحاق بن محمد کی جگہ اسحاق بن احمد مرقوم ہے۔ [ج ۲ ص ۳۱۵]

④ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُهَیْرٍ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَغْرَاءَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ یَعْلٰی بْنِ مُرَّۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ یُحِبُّهَا اللّٰہُ تَعْجِیْلُ الْفِطْرِ وَتَاْخِیْرُ السَّحُوْرِ وَضَرْبُ الْیَدَیْنِ اِحْدَاهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فِی الصَّلَاۃِ۔ [المعجم الاوسط: ج ۸ ص ۲۲۸]

⑤ حَدَّثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ نَازِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ النَّضْرُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ ابْنِ اَبِی لَيْلٰی عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْنَا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَنْ نعجل اِفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنَضْرِبَ بِاَيْمَانِنَا عَلٰی شَمَائِلِنَا فِی الصَّلَاةِ. [الدارقطنی: ج ا ص ۲۸۴]

⑥ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُخَلَّدٍ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ مَنْصُوْرٌ ثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ثَلَاثَةٌ مِنَ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاَفْطَارِ وَتَاخِيْرُ السَّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰی عَلَی الْيُسْرٰی فِی الصَّلَاةِ. [ایضاً]

⑦ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ اَخْلَاقِ النَّبِيِّيْنَ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَی الشِّمَالِ فِی الصَّلَاةِ.

[ابن ابی شیبہ: ج ا ص ۴۲۸]

ان روایات میں اگرچہ بعض طریق ضعیف بھی ہیں تاہم ان روایات سے یہ ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا متن ''تحت السرۃ'' کی زیادتی کے بغیر محفوظ ہے، اور تحت السرۃ کی زیادتی کسی عیار ہاتھ کی صفائی ہے۔



حلفیہ بیان

راقم اس بات کو حلفاً بیان کرتا ھے که راقم نے مصنف ابن ابی شیبه کے مخطوطه کو پیر محب الله شاه راشدی کے کتب خانه میں دیکھا ھے اس میں محترم وائل بن حجر سے مروی حدیث کے آخر میں تحت السرة کا اضافه نهیں ھے.

حافظ ثناء الله ضیاء

دلیل نمبر۳

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

یہ روایت ہمارے بھائی کبھی مصنف ابن ابی شیبہ (مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اور کبھی مطبوعہ طیب اکادمی ملتان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اور کبھی محمد اکرم نصر پوری کے نسخہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اول الذکر دونوں نسخوں میں ہمارے بھائیوں نے تار عنکبوت سے کمزور دلیل کو العروۃ الوثقی ثابت کرنے کیلئے اس صدی کی بدترین علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ والوں نے جو نسخہ شائع کیا ہے اس پر استاد عبدالخالق افغان کی تحقیق و تعلیق ہے۔ یہی نسخہ اس سے پہلے ہندوستان سے بھی چھپا تھا۔ ادارۃ القرآن والوں نے دراصل اسی کا عکس شائع کیا ہے مگر زیر بحث حدیث میں ''تحت السرۃ'' کا اضافہ اپنے ناپاک ہاتھوں سے کیا ہے جو کہ اصل نسخہ میں نہیں ہے، اس بددیانتی کا جواز ان کے بقول ان کے پاس یہ ہے کہ ہم نے راشدیہ کتب خانہ میں موجود مخطوطہ کا جو عکس لیا ہے اس میں تحت السرۃ کی زیادتی تھی لہٰذا ہم نے کردی، ان کا یہ قول عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے کیونکہ راشدیہ والے مخطوطہ میں بھی تحت السرۃ کے الفاظ نہیں ہیں۔

سید محب اللہ شاہ راشدیؒ نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کی تردید فرمائی ہے۔ شاہ صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

کراچی کے ایک ادارہ نے ہم سے ایک کتاب بنام ''مصنف ابن ابی شیبۃ'' کا مخطوطہ حاصل کر کے اس کو چھپوا کر شائع کیا مگر اس میں دو جگہ پر اپنی طرف سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کی حدیثوں میں الفاظ بڑھا دیئے جو کہ اصل مخطوطہ میں بالکل نہیں ہیں بلکہ پاک و ہند کے تمام مکتبوں میں اس کتاب کے جو مخطوطات ہیں ان سب میں بھی یہ

الفاظ نہیں ہیں یہ کتاب پہلے حیدر آباد دکن میں پھر شاید بمبئی میں بھی چھپی لیکن ان کو بھی مخطوطات میں یہ الفاظ نظر نہیں آئے۔اس لیے انھوں نے مطبوع میں یہ الفاظ نہیں چھاپے حالانکہ حیدر آباد دکن والے بھی حنفی تھے مگر ان کراچی والوں نے تو حد کر دی اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لیے احادیث میں بھی اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دیتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف بھی ان کو نہیں ہوتا کہ اس کی عدالت میں ایسی جسارت نا مبارک کا کیا حشر ہوگا اور اس کا کتنا المناک انجام پیش آئیگا کیا یہ حدیث کی خدمت ہے یا انتہائی بد دیانتی اور عظیم خیانت! فی الحال تو ہم کو ان صاحبان کی یہ دوسینہ زوریاں نظر آئی ہیں مگر معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے دوسرے بھی کئی مقامات پر کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ برادرم! یہ ہیں آپ کے حنفی مقلدوں کے کارنامے۔اب ان کے برخلاف کتاب وسنت کی حمایت میں بیچارے اہلحدیث آواز بلند کرتے ہیں تو انہی کو کوسا جاتا ہے حق کی حمایت خال خال ہی نظر آتی ہے آپ کو اگر میرے لکھے ہوئے پر اعتبار نہ آئے تو آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں ہم نے جو لکھا ہے وہ سب حوالے کتاب سے نکال کر آپ کے سامنے رکھیں گے اور آپ خود ہی دیکھ کر اطمینان کر کے پھر تصدیق کریں مختصر یہ مفاسد سب تقلید کا نتیجہ ہیں اب آپ خود ہی جو پسند آئے وہ راستہ اختیار کریں۔

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِى لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ۝ ﴾

[۱۰/ یونس:۱۰۸]

(نوٹ: اس تحریر کا عکس راقم کے پاس موجود ہے اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے)

طیب اکادمی ملتان والوں نے استاذ سعید اللحام کی تحقیق وتعلیق سے مصنف ابن ابی شیبہ شائع کیا ہے انہوں نے بھی زیر بحث حدیث کے آخر میں تحت السرۃ کا اضافہ کر کے بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے اور انہوں نے مکتبہ راشدیہ کے مخطوطہ کا تحریف شدہ عکس بھی شائع کیا ہے، حالانکہ استاذ سعید اللحام کی تحقیق سے دار الفکر بیروت والوں نے جو نسخہ شائع کیا

ہے اس میں تحت السرۃ کا اضافہ نہیں ہے۔

مکتبہ راشدیہ کے مخطوطہ کا تاریخی پس منظر

یہ نسخہ الشیخ محمد عابد السندھی الحنفیؒ متوفی ۱۲۵۷ھ کے نسخہ سے تحریر کیا گیا اس کی تحریر کا آغاز الشیخ فتح محمد نظامانی حنفیؒ نے مورخہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ میں اپنے قلم سے السید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدیؒ صاحب العلم الرابع کیلئے کیا اور بروز اتوار مورخہ نو ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کو ظہر سے پہلے مکمل کیا۔

الشیخ عابد السندھی الحنفیؒ کے لیے یہ نسخہ شیخ عنایت اللہؒ نے ۱۲۲۹ھ میں تحریر کیا اس طرح یہ نسخہ مدرسہ محمودیہ کے مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ کی زینت بنا۔

اس نسخہ میں زیر بحث حدیث کے آخر میں تحت السرۃ کا اضافہ نہیں ہے جیسا کہ السید رشد اللہ شاہ راشدی راقم طراز ہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّهُ مُسَلَّمٌ عِنْدَ الطَّرَفَيْنِ اَنَّ فِي بَعْضِ نُسَخِ الْمُصَنَّفِ حَدِيْثُ وَائِلِ الْمَبْحُوْثُ فِيْهِ مَوْجُوْدٌ مَعَ زِيَادَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَ فِيْ بَعْضِهَا هٰذِهِ الزِّيَادَةُ غَيْرُ مَوْجُوْدَةٍ وَعَلَيْهِ نُسْخَتِيْ لِلْمُصَنَّفِ اَلْمَنْقُوْلَةِ مِنْ نُسْخَةِ الْمُصَنَّفِ لِلشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَابِدِ السِّنْدِهِيِّ الْمَوْجُوْدُ فِي الْمَكْتَبَةِ الْمَحْمُوْدِيَّةِ الْوَاقِعَةِ فِي الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ

[مخطوطہ درج الدرر فی وضع الایدی علی الصدر: ص ۶۲]

”طرفین (الشیخ محمد حیات السندھی الحنفیؒ اور الشیخ محمد ہاشم السندھی حنفیؒ یعنی دونوں) کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی نسخہ میں زیر بحث حدیث کے آخر میں ”تحت السرۃ“ کے الفاظ ہیں اور کسی نسخہ میں مذکورہ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ نہیں ہیں میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں بھی زیر بحث حدیث کے آخر میں ”تحت السرۃ“ کے الفاظ نہیں ہیں یہ نسخہ الشیخ محمد عابد سندھیؒ کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے ان کا نسخہ اس وقت بھی

مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے۔"

الشیخ محمد حیات سندھی حنفی" الشیخ محمد ہاشم سندھیؒ کے رسالہ"در ھم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة' کارد کرتے ہوئے اپنے رسالہ"درة فی اظهار غش نقد الصرة" میں راقم طراز ہیں:

وَاخْتَلَفَتْ نُسْخَةٌ فَفِي الْبَعْضِ ذُكِرَ الْحَدِيْثُ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ مَحَلِّ الْوَضْعِ مَعَ وُجُوْدِ الْأَثَرِ الْمَذْكُوْرِ وَفِي الْبَعْضِ وَقَعَ الْحَدِيْثُ الْمَرْفُوْعُ بِزِيَادَةِ لَفْظِ "تَحْتَ السُّرَّةِ" بِدُوْنِ أَثَرِ النَّخْعِيِّ۔

"مصنف ابن ابی شیبہ کے (مصدقہ) نسخہ میں زیر مطالعہ حدیث "تحت السرة" کی زیادتی کے بغیر موجود ہے اور نسخہ میں مرفوع حدیث کے بعد محترم ابراھیم نخعی کا اثر مکمل موجود ہے اور کسی (غیر مصدقہ) نسخہ میں زیر مطالعہ حدیث کے آخر میں "تحت السرة" کا اضافہ ہے، لیکن اس نسخہ میں مرفوع حدیث کے بعد ابراھیم نخعی" کا اثر غائب ہے"۔

درج بالا بیانات سے یہ واضح ہوا کہ مکتبہ راشدیہ میں مصنف ابن ابی شیبہ کا نسخہ جو موجود ہے وہ نسخہ شیخ عابد سندھیؒ کے نسخہ سے منقول ہے۔ اس نسخہ میں زیر مطالعہ حدیث کے آخر میں "تحت السرة" کے الفاظ نہیں ہیں، اس نسخہ میں ان الفاظ کو داخل کرنا علمی بددیانتی اور سینہ زوری ہے۔

حمد بن عبداللہ الجمعہ اور محمد بن ابراھیم اللحید، ان کی تحقیق وتخریج سے حال ہی میں مصنف ابن ابی شیبہ کا نسخہ طبع ہوا ہے، فاضل شیوخ نے جن گیارہ نسخوں کی مدد سے یہ نسخہ شائع کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

① مخطوطة دار الكتب الوطنية بتونس .

② مخطوطة المكتبة المحمودية بالمدينة .

③ مخطوطة الظاهرية (الاولى بدمشق)

④ مخطوطة الظاهرية (الثانية بدمشق)

⑤ مخطوطة الجامعة الاسلامية (الاولٰی) بالمدينة .

⑥ مخطوطة الجامعة الاسلامية (الثانية) بالمدينة .

⑦ مخطوطة احمد الثالث بتر كيا .

⑧ مخطوطة جامعة الامام محمد بن سعود الاسلاميه بالرياض .

⑨ الطبعة السلفية بالهند.

⑩ الطبعة الامدأديه بمكة .

⑪ طبقه دار عالم الكتب بالرياض.

فضیلۃ الشیخ حمد بن عبداللہ الجمعۃ کتاب کے مقدمہ کی دوسری فصل میں مصنف ابن ابی شیبہ کے مطبوعہ نسخوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَنَّهُمْ حَرَّفُوْا فِي مَتْنِ اَحَدِ الْاَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ تَعَصُّبًا لِمَذْهَبِهِمِ الْفِقْهِي حَيْثُ زَادُوْا بَعْدَ حَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَاَئَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلَاةِ ، هٰذِهِ الزِّيَادَةُ "تَحْتَ السُّرَّةِ "؟

قَالَ مَنِ اطَّلَعَ عَلٰى هٰذَا التَّحْرِيْفِ ...... مُتَعَمِّدًا وَبِخَطٍّ جَلِيٍّ وَ هٰذَا الْحَدِيْثُ يُوْجَدُ فِي الطَّبْعَاتِ الثَّلَاثِ مِنَ "الْمُصَنَّفِ" (ص ۳۹۰ ج۱) بِدُوْنِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ ! وَلَمْ يُشِرْ نَاشِرُهَا اِلَى النُّسْخَةِ الَّتِي وُجِدَتْ فِيْهَا هٰذِهِ الزِّيَادَةِ وَاَيْنَ تُوْجَدُ هٰذِهِ النُّسْخَةُ ؟

فَعَلٰى هٰذَا سَقَطَتْ هٰذِهِ الطَّبْعَةُ مِنَ الْاِعْتِمَادِ الْعِلْمِي عَلَيْهَا بَلْ حَتّٰى جَمِيْعُ مَطْبُوْعَاتِ هٰذِهِ الدَّارِ يَجِبُ اَلَّا يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا، فَمَاذَا بَعْدَ الْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [الفصل الثانی: ج ۱ ص ۵۵]

"ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی والوں نے مذہبی تعصب کی وجہ سے آپ ﷺ کے فرمان عالی شان میں تحریف کر کے محترم وائل بن

حجر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں ''تحت السرۃ'' کا اضافہ کر دیا، جس نے اس تحریف کے بارے میں خبر دی اس کا کہنا ہے یہ تحریف عمداً ورواضح الفاظ میں کی گئی ہے حالانکہ یہ حدیث اس سے پہلے شائع ہونے والے مصنف کے تینوں مطبوعہ نسخوں کے ج ا ص ۳۹۰ پر اس زیادتی کے بغیر موجود ہے، ناشر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ نے اس نسخہ کی نشاندہی نہیں کی جس میں زیادتی موجود ہے اور نہ یہ بتایا ہے کہ اس زیادتی والا نسخہ کہاں موجود ہے۔''

''اس طرح اس ادارہ کے شائع کردہ مصنف ابن ابی شیبہ کے نسخہ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس ادارہ کی تمام مطبوعات قابل اعتماد نہیں رہی کیونکہ جو ناشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ سکتا ہے اس سے کسی دوسرے کے بارے میں کیا امید کی جا سکتی ہے۔''

فاضل محرر اسی فصل کے اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

تَنْبِیْہ ذَکَرَ الشَّیْخُ حَفِظَہُ اللّٰہُ اَنَّ ھٰذَا التَّحْرِیْفَ وَقَعَ فِیْ (ط، أ، الاعظمی) کَذَالِکَ وَعَزَّاہُ اِلَیْہِ فِیْ ۲/ ۳۵۱ وَلٰکِنِّیْ رَجَعْتُ اِلَی الطَّبْعَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ فَلَمْ اَجِدْہُ فَلَعَلَّ الشَّیْخَ اِعْتَمَدَ عَلٰی مَاذَکَرَہُ اَبُوْ تُرَابٍ فِیْ جَرِیْدَتَی الْمَدِیْنَۃِ وَالْبِلَادِ وَلَمْ یُرَاجِعْہُ بِنَفْسِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

''خبردار! الشیخ حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ تحریف مکتبہ امداد مکہ مکرمۃ کے مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے لیکن میں نے جب وہ طبع شدہ نسخہ دیکھا تو اس میں یہ زیادتی مذکور نہ تھی ممکن ہے کہ موصوف نے بذات خود مکتبہ امدادیہ کا مطبوعہ نسخہ نہ دیکھا ہو بلکہ ابوتراب کا مضمون جو جریدہ المدینہ اور جریدہ البلاد میں شائع ہوا ہے اس پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ بات تحریر کر دی ہو''۔

درج بالا بیانات سے یہ واضح ہوا کہ تحت السرۃ کی زیادتی مصنف ابن ابی شیبہ کے آٹھ مخطوطوں اور تین مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے یہ پاکستانی شعبدہ بازوں کے ہاتھوں کی صفائی اور کمائی ہے۔

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی نے الشیخ محمد ہاشم السندھیؒ کی تالیف "درھم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ" شائع کی ہے اس کے آغاز میں چار صفحات قلمی تحریر کے عکس کے شائع کئے ہیں ان میں فاضل محرر الشیخ محمد اکرم نصر پوری کے نسخہ کے متعلق راقم طراز ہیں:

فِی نُسْخَۃِ الشَّیْخِ مُحَمَّدِ اَکْرَمَ اَنَّ لَفْظَۃَ تَحْتَ السُّرَّۃِ مِنْ تَتِمَّۃِ الْحَدِیْثِ کَمَا ھُوَ الْمَوْجُوْدُ الْآنَ فِیْھَا وَاَنَّ اَثَرَ النَّخْعِیِّ سَاقِطٌ مِنْہُ بِتَمَامِہٖ مَعَ لَفْظَۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ.

''یعنی شیخ محمد اکرم کے نسخہ میں ابھی تک حدیث کے آخر میں تحت السرۃ کے الفاظ ہیں اور اس میں ابراہیم نخعی کا اثر مکمل طور پر موجود نہیں ہے''۔

معزز قارئین کرام! فاضل محرر کی درج بالا تحریر اس حقیقت کا کھلا اعتراف ہے کہ شیخ محمد اکرم نصر پوری کا نسخہ مصدّقہ نسخہ نہیں کیونکہ اس میں ابراہیم نخعی کے اثر کا موجود نہ ہونا اس نسخہ کے تحریر کنندہ کی غفلت کی طرف واضح اشارہ کر رہا ہے، ظاہر ہے کہ اس قسم کے نسخہ کی منفرد عبارت کو مصدقہ نسخہ کے خلاف پیش کرنا سینہ زوری کے مترادف ہے۔

امام ابو بکرؒ نے اس روایت کو اول تا آخر جس سند کے ساتھ نقل کیا اسی سند کے ساتھ یہ روایت درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی ''تحت السرۃ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُمَیْرِ الْعَنْبَرِیُّ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَاضِعًا یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ.

[مسند احمد: مطبوعہ دار الفکر بیروت، ج ۶ ص ۴۲۳]

نَا وَكِيعٌ نَا مُوسٰى بْنُ عُمَيْرِ الْعَنْبَرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ

[السنن الدار قطنی: مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ج ۱ ص ۲۸۶]

امام بیہقیؒ اور امام طبرانیؒ موسٰی بن عمیرؒ سے ابو نعیمؒ کے واسطے سے یہی روایت ''تحت السرۃ'' کی زیادتی کے بغیر نقل کرتے ہیں۔

اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُمَيْرِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ عَلٰى شِمَالِهِ بِيَمِينِهِ [المعجم الکبیر للطبرانی: مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، ج ۲۲ ص ۹ ۔ السنن الکبری للبیہقی: مطبوعہ دار الفکر، ج ۲ ص ۳۱۴]

ابن الترکمانی حنفی الجوہر النقی میں اپنے مذہب کی تائید میں مصنف ابن ابی شیبہ سے ابو مجلز تابعی کا اثر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ أَوْسَأَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ.

اس اثر کو نقل کرنے کے بعد ابن الترکمانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ضعیف حدیث اور دوسری ضعیف روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نقل کرتے ہیں جبکہ زیر بحث روایت کو وہ نقل نہیں کرتے، ان کا اس روایت کو نقل نہ کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس وقت تک مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ روایت علمی بد دیانتی کی بھینٹ نہ چڑھی تھی۔

علامہ عینی حنفیؒ کی تصانیف میں مصنف ابن ابی شیبہ کی متعدد روایات موجود ہیں

موصوف نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی دیگر تمام روایات نقل کی ہیں جو کہ سب کی سب ضعیف ہیں مگر موصوف نے ابن ابی شیبہ کی زیر بحث روایت کو اپنے موقف کی تائید میں ذکر نہیں کیا ان کا اس حدیث کو ذکر نہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں؟ کہ اس وقت تک ہمارے کسی حنفی بھائی نے مصنف ابن ابی شیبہ کی اس حدیث پر ہاتھ صاف نہ کیا تھا۔

علامہ ابن عبدالبرؒ نے ''تمہید'' میں مصنف ابن ابی شیبہ سے متعدد روایات وآثار نقل کئے ہیں خصوصاً انہوں نے ابو مجلزؒ سے مروی اثر ابن ابی شیبہؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے مگر موصوف نے بھی زیر بحث حدیث کو نقل نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہیں مصنف ابن ابی شیبہ کا جو نسخہ میسر تھا اس میں بھی مرفوع حدیث میں ''تحت السرة'' کے الفاظ نہ تھے۔

دلیل نمبر ۴

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السَّوَائِيِّ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْاَيْدِيْ عَلَى الْاَيْدِيْ تَحْتَ السُّرَّةِ

[مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۱ ص ۴۲۷]

یہ روایت اس سند سے دارقطنی، مسند احمد اور بیہقی میں درج ذیل الفاظ سے مروی ہے۔مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ اور اسی سے ملتے جلتے الفاظ سے ابوداؤد میں بھی ہے۔

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کا مرکزی راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق ہے، اس کی کنیت ابوشیبہ الواسطی ہے۔ یہ نعمان بن سعد کا شاگرد خاص ہے، موصوف یہ روایت زیاد بن زید اور نعمان بن سعد سے نقل کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق امام احمدؒ کی نظر میں

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ سَأَلْتُ اَبِي عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْكُوْفِيِّ

فَقَالَ هٰذَا يُقَالُ لَهُ اَبُوْ شَيْبَةَ وَهُوَالْوَاسِطِيُّ كَانَ يَرْوِىْ عَنْهُ ابْنُ اِدْرِيْسَ وَاَبُوْمُعَاوِيَّةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ وَهُوَ الَّذِىْ يُحَدِّثُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ لَيْسَ هُوَ بِذَاكَ فِى الْحَدِيْثِ. [العلل:۲۵۶۰]

''امام احمدؒ کے فرزندارجمند کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے عبدالرحمٰن کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا: یہ وہی ہے جسے ابوشیبہ واسطی کہا جاتا ہے اس سے ابن ادریس، ابومعاویہ اور ابن فضیل روایت کرتے ہیں جبکہ یہ نعمان بن سعدؒ سے روایت کرتا ہے یہ حدیث میں قابل اعتبار نہیں۔''

قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ سَأَلْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ اَبِىْ شَيْبَةَ الْوَاسِطِيُّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ لَيْسَ بِشَىْءٍ مُنْكَرُالْحَدِيْثِ.

[الجرح والتعدیل: ج۵ص۲۱۳۔میزان الاعتدال: ج۴ص۲۶۰۔تہذیب التہذیب: ج۶ص۱۲۵]

ابوطالب کہتے ہیں میں نے احمد بن حنبلؒ سے ابوشیبہ الواسطی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ ایسا بے قیمت راوی ہے جس کی روایات کو ناپسند کیا گیا ہے۔

قَالَ اَبُوْدَاوُدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنِ اسْحَاقَ الْكُوْفِىَّ. [ابوداؤدنسخہ ابن الاعرابی: ج۱ص۲۸۱]

''امام ابوداؤدفرماتے ہیں امام احمد عبدالرحمٰن بن اسحاق کوضعیف قرار دیتے تھے''۔

امام ابوزرعہؒ اورامام ابوحاتمؒ رازی کی نظر میں

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ اَبِىْ عَنْ اَبِىْ شَيْبَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ فَقَالَ هُوَ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ. [الجرح والتعدیل: ج۵ص۲۱۳۔تھذیب التھذیب: ج۶ص۱۲۴]

''عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد سے ابوشیبہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا: وہ ضعیف الحدیث اور منکرالحدیث ہے اس کی روایات کولکھا تو جا سکتا ہے مگر دلیل کے طور پر پیش

نہیں کی جاسکتا۔"

قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ سُئِلَ اَبُوْ زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الَّذِیْ یَرْوِی عَنْهُ اَبُوْ زَائِدَةَ وَاَبُوْمُعَاوِیَةَ فَقَالَ لَیْسَ بِقَوِیٍّ.

[الجرح والتعدیل: ج۵ص۲۱۳]

امام بخاریؒ اورامام نسائیؒ کی نظر میں

قَالَ الْبُخَارِیُّ فِیْهِ نَظَرٌ. [التاریخ الصغیر للبخاری: ص۱۵۶]

قَالَ النَّسَائِیُّ ضَعِیْفٌ. [کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی]

"امام بخاری نے "فیہ نظر" کہہ کرعبدالرحمٰن بن اسحاق کوضعیف ترین قرار دیاہے"۔

جیسا کہ الشیخ عبدالحی لکھنویؒ راقم طراز ہیں:

قَوْلُ الْبُخَارِیِّ فِی حَقِّ اَحَدٍ مِّنَ الرُّوَاةِ "فِیْهِ نَظَرٌ" یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهُ مُتَّهَمٌ عِنْدَهُ. [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ص۵۹]

یعنی "امام بخاریؒ کا کسی راوی کے بارے میں "فیہ نظر" کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ راوی امام بخاریؒ کے نزدیک متھم بالکذب ہے۔"

امام ذہبیؒ کی نظر میں

وَلَا یَقُوْلُ هٰذَا اِلَّا فِیْمَنْ یَتَّهِمُهُ غَالِباً. [میزان الاعتدال: ج۴ص۹۲]

"امام بخاریؒ یہ الفاظ جھوٹے راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔"

امام عراقیؒ فرماتے ہیں

فُلَانٌ فِیْهِ نَظَرٌ وَفُلَانٌ سَکَتُوْا عَنْهُ: هَاتَانِ الْعِبَارَتَانِ یَقُوْلُهُمَا الْبُخَارِیُّ فِیْمَنْ تَرَکُوْا حَدِیْثَهُ.

"یعنی جس راوی کی روایت کو محدثین نے مسترد کیا ہے اس کے بارے میں

امام بخاریؒ درج بالا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔"

امام یحییٰ بن معینؒ اور امام ابن خزیمہؒ کی نظر میں

عَنِ ابْنِ مَعِیْنٍ لَیْسَ بِذَاکَ الْقَوِیِّ. [تہذیب التہذیب: ج۶ ص۱۲۴]

قَالَ ابْنُ خُزَیْمَةَ لَا یُحْتَجُّ بِحَدِیْثِهٖ. [ایضاً]

"مختصر یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کو تمام ماہرین نے نا قابل اعتبار و استشہاد قرار دیا ہے۔"

زیاد بن زید کا تعارف

اس روایت کی سند میں دوسری خرابی یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کا شیخ بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ امام ابو حاتمؒ نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ [الجرح والتعدیل: ج۳ ص۵۳۲]

سوال: شیخ محمد حنیف گنگوہی فاضل دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے کہ زیاد بن زید کا مجہول ہونا مضر نہیں اس لیے کہ دار قطنی نے عبدالرحمٰن بن اسحاق عن النعمان بن علی عن علی بھی روایت کیا ہے۔ [غایۃ السعایہ: ج۳ ص۳۹]

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے دار قطنی کی طرف مراجعت کیے بغیر اس بات کو دار قطنی کی طرف منسوب کر دیا ہے، دار قطنی میں یہ روایت عبدالرحمٰن بن اسحاق عن نعمان بن علی سے نہیں بلکہ نعمان بن سعد سے نقل کرتا ہے جیسا کہ ذیل میں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ ثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِیٍّ (انتھی)

[دار قطنی: ج۱ ص۲۸۶]

دار قطنی کے اس طریق سے زیاد بن زید کی جہالت کا ضرر تو زائل ہو گیا مگر ایک نئی خرابی پیدا ہو گئی کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جو روایات اپنے ماموں نعمان بن سعد سے نقل کرتا ہے وہ روایات امام احمدؒ کے نزدیک مناکیر ہیں۔

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ عَنْ اَبِیْهِ لَیْسَ بِذَاکَ وَهُوَ الَّذِیْ یُحَدِّثُ عَنْ

النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدِ اَحَادِيْثُهٗ مَنَاكِيْرُ۔ [تہذیب التہذیب:ج۶ص۱۲۴]

امام نوویؒ اس حدیث کے بارے میں راقم طراز ہیں۔

اَمَّا حَدِيْثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَةِ ضَعِيْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيْفِهٖ رَوَاهُ الدَّارقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْوَاسِطِيِّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ بِالْاِ تِّفَاقِ.

[شرح النووی:ج۴ص۱۵۲]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں مروی روایت کے ضعیف ہونے پر تمام ناقدین محدثین کا اتفاق ہے اور اس روایت کوامام دار قطنیؒ اور امام بیہقیؒ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے نقل کیا ہے عبدالرحمٰن بن اسحاق تمام ماہرین فن کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔''

واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق سے مروی روایات کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔البتہ اس سے مروی روایات کے موضوع ہونے پر اختلاف ہے،امام بخاریؒ اور امام ابن جوزیؒ کے نزدیک عبدالرحمٰن بن اسحاق متھم بالکذب ہے اس لیے امام ابن جوزی نے اس سے مروی روایات کو موضوعات میں شمار کیا ہے،حافظ ابن حجرؒ نے جمہور کی تحقیق کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے مروی روایات پر موضوع کا حکم لگانے کی مخالفت کی ہے اور ان کے ضعیف ہونے کو تسلیم کیا ہے،چنانچہ حافظ ابن حجر نعمان بن سعد کے ترجمہ میں راقم طراز ہیں:

وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ قُلْتُ : وَالرَّاوِى عَنْهُ ضَعِيْفٌ كَمَا تَقَدَّمَ فَلَا يُحْتَجُّ بِخَبَرِهٖ. [تہذیب التہذیب:ج۱۰ص۴۰۵]

''یعنی نعمان بن سعد کو امام ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا ہے البتہ ان سے (جو فقط ایک ہی راوی جو اس کا بھانجہ عبدالرحمٰن بن اسحاق) روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے اس لیے اس سے مروی روایت کو بطور حجت

نہیں لیا جائے گا۔"

جیسا کہ درج بالا سطور میں ذکر کیا گیا کہ حافظ ابن حجرؒ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے مروی روایات کو موضوع تسلیم نہیں کیا، ان کے اس عمل سے ہمارے بعض علمی حلقے غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔

امام زیلعیؒ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں امام نووی کی تحقیق کو تسلیم کرتے ہوئے انھیں نصب الرایہ میں درج کیا ہے لیکن نصب الرایہ کے محشی شیخ عبدالعزیز دیوبندی پنجابی نے امام نووی پر برہمی کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

هٰذَا تَهَوُّرٌ مِنْهُ كَمَا هُوَ دَأْبُهُ فِيْ اَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَوَاقِعِ وَاِلَّا فَقَدْ قَالَ الْحَافِظُ بْنُ حَجَرٍ فِي "اَلْقَوْلِ الْمُسَدَّدِ" وَحَسَّنَ لَهُ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثًا مَعَ قَوْلِهِ اِنَّهُ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَصَحَّحَ الْحَاكِمُ مِنْ طَرِيْقِهِ حَدِيْثًا وَاَخْرَجَ لَهُ ابْنُ خَزَيْمَةَ مِنْ صَحِيْحِهِ وَلٰكِنْ قَالَ وَفِي الْقَلْبِ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ شَيْئٌ. [حاشیہ نصب الرایہ: ج۱ ص۳۱۴]

فاضل دیوبند جناب محمد حنیف گنگوہی نے اسی عبارت کو اردو زبان میں غایۃ السعایہ میں نقل کیا ہے۔

یہ ان حضرات کا تہور و مبالغہ اور انتہائی جسارت ہے، اس واسطے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق ضعیف ہے یہ تو صحیح ہے لیکن اتنا ضعیف نہیں کہ اس کی ہر روایت کو بالاتفاق کہہ دیا جائے کیونکہ حافظ ابن حجر نے القول المسدد میں کہا ہے کہ امام ترمذی نے ان کی ایک حدیث کی تحسین کی ہے اسی طرح حاکم نے ان کے طریق پر ایک حدیث کی تصحیح کی ہے۔ نیز ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ان کی حدیث روایت کر کے صرف یہ کہہ کر " و فی القلب من عبد الرحمن شئی " تردد ظاہر کیا ہے۔ [غایۃ السعایہ: ج۳ ص۳۹]

ان شیوخ کے انداز تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے "القول المسدد" کی طرف مراجعت کئے بغیر عبدالرحمٰن بن اسحاق کی وکالت کا فریضہ ادا کیا ہے، راقم نے یہ

بات پہلے تحریر کر دی ہے کہ حافظ ابن حجرؒ امام نوویؒ کی رائے سے مکمل اتفاق رکھتے ہیں جیسا کہ انہوں نے تھذیب التھذیب میں ذکر کیا ہے البتہ امام ابن جوزیؒ کی تحقیق سے انھیں اختلاف ہے یعنی امام ابن جوزی عبدالرحمٰن بن اسحاق سے مروی روایات کو موضوع قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ اس روایت کے موضوع ہونے کا رد کرتے ہیں جیسا کہ وہ ''القول المسدد'' کے مقدمہ میں راقم طراز ہیں:

اَمَّابَعْدُ فَقَدْ رَاَیْتُ اَنْ اَذْکُرَ فِیْ هٰذِهِ الْاَوْرَاقِ مَاحَضَرَنِیْ مِنَ الْکَلَامِ عَلٰی اَحَادِیْثِ الَّتِیْ زَعَمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ اَنَّهَا مَوْضُوْعَةٌ وَهِیَ فِیْ الْمَسَنَدِ الشَّهِیْرِ لِلْاِمَامِ الْکَبِیْرِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اَمَامَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ فِی الْقَدِیْمِ وَالْحَدِیْثِ [القول المسدد:ص١]

''یعنی میں نے پختہ ارادہ کیا کہ میں ان اوراق میں ذکر کروں وہ باتیں جو بعض اہلحدیث نے نقل کی ہیں جن کے بقول بعض موضوع احادیث مسند احمد بن حنبل میں موجود ہیں۔''

جہاں تک امام ترمذیؒ کی تحسین اور امام حاکمؒ کی تصحیح کا تعلق ہے تو یہ حقیقت تمام اہل علم پر عیاں ہیں کہ ان حضرات کا دیگر ائمہ کے خلاف کسی روایت کو حسن یا صحیح قرار دینا قابل حجت نہیں، حافظ ابن خزیمہؒ عبدالرحمٰن بن اسحاق سے مروی حدیث اپنی صحیح میں لائے ہیں لیکن انہوں نے اس پر نہ صرف صحیح کا حکم نہیں لگایا بلکہ اس پر جرح نقل فرمائی جیسا کہ وہ اس حدیث کو نقل کرنے سے پہلے رقم طراز ہیں:

بَابُ ذِکْرِ مَاعَدَّاللّٰهُ جَلَّ وَعَلَافِی الْجَنَّةِ مِنَ الْغُرَفِ لِمَدَاوِمِ صِیَامِ التَّطَوُّعِ اِنْ صَحَّ الْخَبَرُ فَاِنَّ فِی الْقَلْبِ مِنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ اَبِیْ شَیْبَةَ الْکُوْفِیْ وَلَیْسَ هُوَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ اَلْمُلَقَّبُ بِعبادِ الَّذِیْ رَوٰی عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ وَالزُّهْرِیِّ وَغَیْرِ هِمَا هُوَ صَالِحُ الْحَدِیْثُ. [صحیح ابن خزیمہ: ج٣ص٣٠٦]

''اگر حدیث صحیح ہوتو اس میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں بالا خانے تیار کئے ہیں کثرت سے نفلی روزے رکھنے والوں کے لیے بلاشبہ دل میں۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق کی طرف سے تردد ہے واضح رہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق وہ نہیں جو عباد کے لقب سے مشہور ہے اور وہ سعید مقبری اور زھری وغیرھما سے روایت کرتا ہے اور وہ صالح الحدیث ہے۔''

علامہ عبدالعزیز دیوبندی پنجابی اور مولوی محمد حنیف گنگوہی نے اہل بصیرت ہونے کے باوجود مسئلہ وضع الیدین فی الصلاۃ تحت السرۃ میں جو غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے وہ نہایت قابل تاسف ہے، مذکورہ بالا دونوں حضرات عبدالرحمٰن بن اسحاق کی وکالت کرتے ہوئے امام ابن خزیمہؒ کی کتاب کو حافظ ابن حجرؒ کے قول کے مطابق صحیح ابن خزیمہ تسلیم کرتے ہیں جبکہ وضع الیدین فی الصلاۃ علی الصدر والی روایت میں اس موقف کے خلاف راقم طراز ہیں:

قَوْلُهٗ: رَوٰی ابْنُ خُزَیْمَةَ فِی "صَحِیْحِهٖ "مِنْ حَدِیْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِیْثُ وَائِلٍ هٰذَا ذَکَرَهٗ کَثِیْرٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَعَزْوُهٗ اِلٰی ابْنِ خُزَیْمَةَ مَعَ سُکُوْتٍ عَنْ نِسْبَةِ التَّصْحِیْحِ. [حاشیہ نصب الرایہ: ج۱ص۳۱۴]

وہ حدیث جس میں علی صدرہ کی زیادتی ہے سو اس کے متعلق حافظ نے فتح الباری میں صرف یہ کہا ہے "قَدْ رَوٰی ابْنُ خُزَیْمَةَ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ وَضَعَهُمَا عَلٰی صَدْرِهٖ وَالْبَزَّارُ عِنْدَ صَدْرِهٖ" ابن خزیمہ سے اس کی تصحیح ذکر نہیں کی نہ فتح الباری میں نہ تلخیص میں نہ درایہ میں نہ بلوغ المرام میں۔ [غایۃ السعایہ: ج۲ص۱۴۲]

درج بالا بیانات سے یہ ثابت ہوا کہ یہ روایت انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔

دلیل نمبر۵

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْکُوْفِیِّ عَنْ سَیَّارٍ اَبِی الْحَکَمِ عَنْ اَبِی

وَائِلٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَخْذُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ حَدِيْثَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْكُوْفِيِّ. [ابوداؤد مع المنهل: ج۵ ص۱۶۵]

اس روایت کا مرکزی راوی بھی عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ہے اسی راوی کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ امام ابوداؤدؒ نے امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے۔

دلیل نمبر ۶

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ عَنْ عَاصِمِ الْجَحْدَرِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ " فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ " قَالَ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ (تمہید)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں متعدد روایات مروی ہیں:

① حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ عَنْ عَاصِمِ الْجَحْدَرِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" قَالَ هُوَ وَضْعُ يَمِيْنِكَ عَلٰى شِمَالِكَ فِي الصَّلَاةِ. [السنن الکبریٰ للبیہقی: مطبوعہ مکتبہ دارالفکر، ج۲ ص۳۱۶]

② مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَةَ سَمِعَ عَاصِمَ الْجَحْدَرِيَّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ عَلِيٍّ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ سَاعِدِهِ عَلٰى صَدْرِهِ. [ایضاً]

③ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَةَ ثَنَا عَاصِمُ الْجَحْدَرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ كَذَا قَالَ اِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ. [ایضاً ج۲ ص۳۱۸]

درج بالا روایات سے یہ واضح ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ''تحت السرۃ'' کی ایک روایت مروی ہے جبکہ ''علی صدرہٖ'' کی دو روایات ہیں دو کی روایات کی برتری ایک پر یقینی ہے، تفصیلاً بحث گزر چکی ہے۔

دلیل نمبر ۷

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْسَأَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ السُّرَّةِ.

[مصنف ابن ابی شیبہ]

جواب: ابومجلز کے اس اثر کو امام ابوداودؒ (نسخہ ابن الاعرابی) نے تعلیقاً نقل کیا جبکہ امام ابوبکرؒ نے اس کو موصولاً نقل کیا ہے جیسا کہ درج بالا سند سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن امام بیہقیؒ نے سعید بن جبیرؒ کا اثر ''فوق السرۃ'' نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے ۔

كَذَالِكَ قَالَهٗ اَبُوْ مِجْلَزٍ لَاحِقُ بْنُ حُمَيْدٍ. [بیہقی: ج۲ص۳۱۸]

''یعنی ابومجلز فوق السرۃ کے بھی قائل ہیں''۔

امام بیہقیؒ نے یہ حکم بالجزم بیان کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ اثر امام بیہقیؒ تک اسی سند سے پہنچا ہے جس سند سے ان تک سعید بن جبیر کا اثر پہنچا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابومجلز تحت السرۃ اور فوق السرۃ ہر دو کے قائل تھے۔

دلیل نمبر ۸

حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ رَبِيْعٍ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. [ابن ابی شیبہ]

''یعنی وہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے تھے۔''

جواب: ابراہیم نخعیؒ سے اس موقف کے خلاف بھی مروی ہے۔

① حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَ

مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُمَا كَانَا يُرْسِلَانِ اَيْدِيَهُمَا فِى الصَّلَاةِ.

[مصنف ابن ابی شیبہ: ج۱ص۴۲۸]

''یعنی وہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے تھے۔''

② حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ لَا بَأْسَ بِاَنْ يَّضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِى الصَّلَاةِ.

[مصنف ابن ابی شیبہ: ج۱ص۴۲۷]

''یعنی وہ نماز میں ہاتھ باندھنے میں کوئی قباحت نہ سمجھتے تھے۔''

ابراہیم نخعیؒ سے مروی ان تینوں آثار پر اگر نظر انصاف سے غور کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ بیشتر نمازیں ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے تھے اور نماز میں ہاتھ باندھ لینے کو بھی مباح سمجھتے تھے۔ ان تینوں آثار کی موجودگی میں ابراہیمؒ کے فقط ایک عمل کو بطور حجت پیش کرنا انصاف کے قتل کے مترادف ہے۔

تابعی کے اقوال و اعمال کے بارے امام ابوحنیفہؒ کی رائے:

يَقُوْلُ آخُذُ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ اَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ لَّمْ اَجِدْ فَبِقَوْلِ الصَّحَابَةِ آخُذُ بِقَوْلِ مَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ وَلَا اَخْرُجُ عَنْ قَوْلِهِمْ اِلٰى قَوْلِ غَيْرِ هِمْ فَاَمَّا اِذَا انْتَهَى الْاَمْرُ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ وَابْنِ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٍ فَقَوْمٌ اِجْتَهَدُوْا فَاَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوْا [تہذیب التہذیب: ج۱ص۴۰۲]

''محترم امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں سب سے پہلے اللہ کی کتاب سے دلیل حاصل کروں گا سو اگر مجھے وہاں سے دلیل نہ ملے تو میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حجت اختیار کروں گا اور اگر وہ بھی میسر نہ آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کے قول کو اختیار کروں گا اور جب معاملہ ابراہیم نخعیؒ، شعبیؒ، ابن سیرینؒ اور عطاءؒ تک پہنچے گا تو وہ سب ایک قوم ہیں

جنہوں نے اجتہاد کیا سو میں بھی اجتہاد کروں گا جیسے انہوں نے اجتہاد کیا۔''

امام صاحب کے اس قول سے واضح ہوا کہ تابعی کے قول کو بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

عقلی دلیل

لِاَنَّ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ اَقْرَبُ اِلَى التَّعْظِيمِ۔ [هدایه]

''اور اس لئے بھی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا تعظیم کے زیادہ قریب ہے''۔

یہ احناف کی عقلی دلیل ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب ہے اور یہی مقصود ہے یعنی نماز میں احکم الحاکمین کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ایسا ہی ہے جیسا نوکر اور غلام بطور تعظیم آقاؤں اور بادشاہوں کے سامنے کمر پر پیٹی باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا تعظیم کی کوئی صورت نہیں۔

[غایۃ السعایہ: ج ۲ ص ۴۵]

الشیخ محمد ہاشم سندھی رقم طراز ہیں:

وَ مِنْهَا مَاذَكَرَهُ رَضِيُّ الدِّيْنِ السَّرَخَسِيُّ فِيْ مُحِيْطِهٖ وَالزَّاهِدِيُّ فِي شَرْحِ الْقُدُوْرِيِّ وَالْخَبَّازِيُّ وَالْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ اِنَّ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ اَقْرَبُ اِلٰى سَتْرِ الْعَوْرَةِ وَحِفْظِ الْاِزَارِ عَنِ السُّقُوْطِ فَيَكُوْنُ جَمِيْعًا بَيْنَ الْوَضْعِ وَالسَّتْرِ فَيَكُوْنُ اَوْلٰى (انتهى)

[درھم الصرۃ: ص ۴۶]

''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے جو عقلی دلائل ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو رضی الدین سرخسیؒ نے ''محیط'' نامی کتاب میں، زاہدیؒ نے شرح قدوری میں، خبازیؒ اور عینیؒ نے شرح ھدایہ میں ذکر کی ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ستر کو ڈھانپنے اور ازار کو گرنے سے بچانے میں زیادہ معاون ہے سو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے وضع اور ستر دونوں کام ایک

ساتھ ہو جاتے ہیں اس لیے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے۔''

احناف کے نزدیک صحیح وسقیم کی جانچ پڑتال کیلئے عقل ایک ایسا معیاری پیمانہ ہے کہ اگر سنت صحیح وصریح بھی ان کی عقل (سقیم) کے خلاف ہو تو اسے بھی اپنی رائے کے مرگٹ پر قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے مگر اس کے باوجود ان کے بیشتر عقلی دلائل تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں درج بالا عقلی دلائل اسی نوعیت کے ہیں۔

واضح رہے کہ احناف کی خواتین سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں۔ہم ان حضرات سے بصد معذرت یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جب سینہ پر ہاتھ باندھنا تعظیم کی کوئی صورت نہیں تو پھر حنفی خواتین کیا حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کو للکارتی ہیں؟

اگر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ازار بند کو نیچے گرنے سے روکنے کا ایک ذریعہ ہے تو پھر حنفی خواتین کو اس مفید ترین ذریعہ سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے؟ حالانکہ عقل تو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایام حمل میں یہ آسانی خواتین کو میسر کی جائے کیونکہ ان ایام میں سقوط ازار کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارے بھائیوں کے یہ عقلی دلائل تعصب اور ہٹ دھرمی کی عکاسی کرتے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ لسان العرب میں متعدد لغات مرتب ہو چکی ہیں ان میں کسی بھی فاضل اہل زبان نے کوئی ایسا لفظ دریافت نہیں کیا جس کا معنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر تعظیم کرنا ہو جبکہ اس کے برعکس متعدد لغات میں لفظ ''کَفَّرَ'' جس کا معنی سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیم کرنا ہے۔

''كَفَّرَ'' لِسَيِّدِهٖ : اِنْحَنٰى وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ وَطَأْطَأَ رَاْسَهٗ كَالرُّكُوْعِ تَعْظِيْمًا لَهٗ. [المعجم الوسیط: ج۲ص۷۹۱]

''كَفَّرَ لِسَيِّدِهٖ کا معنی ہے اس نے ہاتھ کو سینہ پر رکھا اور اپنے سر کو رکوع کی طرح نیچے کیا اپنے آقا کی تعظیم کی خاطر۔''

اَلتَّكْفِيْرُ لِاَهْلِ الْكِتَابِ اَنْ يُّطَاْطِئَ اَحَدُهُمْ رَاْسَهٗ لِصَاحِبِهٖ كَالتَّسْلِيْمِ عِنْدَنَا وَقَدْ كَفَّرَ لَهٗ وَالتَّكْفِيْرُ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ اَوْ يَدَيْهِ عَلٰى صَدْرِهٖ لَعَلَّ اَصْلَهُ التَّكْبِيْرُ وَالتَّعْظِيْمُ اُبْدِلَتِ الْبَاءُ فَاءً فَصَارَ

تَکْفِیْرًا. [فقہ اللسان: ص۶۱]

یعنی ''التکفیر لاهل الکتاب سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے سامنے اپنے سر کو ایسے جھکائے جیسا کہ ہمارے نزدیک السلام علیکم کہنا ہے اور تکفیر سے مراد ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھنا ہے تکفیر کا اصل شاید تکبیر ہے کہ با کو فا سے بدل دیا اس طرح تکفیر بن گیا جس کا معنی تعظیم ہے۔''

واضح رہے کہ گنگوہی صاحبؒ نے کمر پر پٹی باندھنے کو تعظیم سے تعبیر کیا ہے یعنی موصوف یہ کہنا چاہتے کہ پٹی چونکہ ناف کے نیچے ہوتی ہے اور آقا یا بادشاہ کی تعظیم کیلئے ہوتی ہے، یہاں بھی فاضل دیو بند نے جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقیقت چھپانے کی کوشش کی ہے۔

پٹی یا پٹکے کو عربی زبان میں منطقہ کہتے ہیں یہ لفظ صاحب هدایہ نے هدایہ آخیرین کتاب الکراهیۃ میں بھی نقل کیا ہے، منطقہ کا معنیٰ ''المعجم الوسیط ''میں اس طرح مذکور ہے ''مَایُسَدُّبِهِ الْوَسَطَ'' ازار بند کو عربی زبان میں نطاق کہتے ہیں ان دونوں لفظوں کا مادہ ن، ط، ق، ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''المعجم الوسیط ''میں نطاق کا معنیٰ بھی یہی کیا گیا یعنی۔ حَزَامُ یَشُدُّبِهِ الْوَسَطَ. [المعجم الوسیط: ج۲ص۹۳۱]

اور اس کا معنیٰ مستعد ہونا بھی ہے جیسا کہ ''المعجم الوسیط ''میں ہے یُقَالُ عَقَدَ فُلَانٌ حُبُکَ النِّطَاقِ: تَهَیَّأَ لِأَمْرٍ. [ج۲ص۹۳۱]

